عمر خیام

یعنی

اس نامور حکیم اور نجومی شاعر کی سوانح عمری اور

اوسکی

۵۰۰ رباعیات حروف تہجی کے التزام کے ساتھ

مرتبہ

منشی سجے نرائن صاحب ورما مالک رسالہ ناول لکھنؤ

ناظرین کی دلچسپی کے لئے

مطبع منشی جی این دیا واقع لکھنؤ میں چھپا

[illegible]

دفتر رسالہ ناول امین آباد لکھنؤ میں فروخت کیلئے موجود ہیں

تسخیر - شہر اور دیہات کی طرز معاشرت میں فرق - غریب دیہاتونکی وہ سادگی آمیز غلطیاں جو انسے طرز معاشرت کے برتنے میں ہوجایا کرتی ہیں - ہر ایک مسخرآمیز اور ظرافت انگیز سین سے کشت زعفران ہو گولڈ اسمتھ کے ڈراماٹک اسٹوپس ٹو کانکر کا ترجمہ حجم ۹۶ صفحہ قیمت .... /۸

دھوکا یا طلسمی فانوس مسٹر رینالڈ کے ایک اچھوتے دلکش نصیحت خیز عبرت آمیز ناول کا ترجمہ جسمیں عجیب دلاویز پیرایہ میں دکھایا گیا ہی کہ دنیا کے معاملات کا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ اور بادی النظر میں جو کچھ نظر آئے اسپر اعتبار کرکے رائے قائم نکرنا چاہیے مترجمہ اڈیٹر اودھ پنچ حجم ۴۰۰ صفحہ عا

روزالمیٹ - انگلستان کے جادو نگار مسٹر ڈبلو رینالڈس کے مشہور و معروف ناول کا ترجمہ جسمیں ایک غیور نیک طینت حسن فروش پادری کی بیٹی کی سوانح عمری کچھ اس نصیحت آمیز موثر اور دلچسپ پیرایہ میں درج ہو کہ ... سارا ناول ختم نہو جائے طبیعت کو قرار نہ آئے - انگلستان کے امرا کا کچا چٹھا جوانی کا جوش حسن کی مقناطیسی کشش پھر اگر نتیجہ کو غور کیجیے تو سراپا نصیحت ہو ضرور ملاحظہ فرمائیے کامل دو حصوں میں مجلد حجم ۳۵۶ صفحہ قیمت

نیرنگ مسٹر رینالڈ کے ناول فشر مین کا ترجمہ خود غرضی اور وفاداری کی عکسی تصویر عاشق مزاجوں کے لیئے تیر ولدوز و قیقہ سنجون کے لیئے اعلیٰ درجہ کا نتیجہ خیز نارضامندی کی شادی کے نتائج حجم ۹۲ صفحہ قیمت ۱۰/

کارزار صلیبیہ یعنی داستان سلطنت بیت المقدس جسمیں ملکی - مالی - تمدنی - اور اخلاقی حالات شاہان فرنگ اسلام - زنگی و سلجوقیہ تاتاریوں - مملوکیون - امرا اور انکے عیش و نشاط - عدالتوں حاکموں - قوانین و رسم و رواج - رعایا تازیون آلات حرب علوم و فنون علما کی کیفیتیں علاوہ انکے جنگہای صلیبی کے اغراض نہایت دلچسپی کے ساتھ درج ہیں باتصویر ٹی ایے آر چرچیارس لتھرج کنگسفورڈ صاحب کی تاریخ کروسیڈس کا اردو ترجمہ تقریبا بیس جزو قیمت ....

کلثوم - ایک حسین لڑکی کو اوسکے اصلی وارثوں سے محروم رکھنے کی چالیں لکھنؤ کی ایک لنگاڑی کی کارستانیاں -

زعفران زار - یعنی ان لاجواب مضامین کا انتخاب جو لکھنؤ کے آزاد و ظریف اخبار اودھ پنچ کے سالہائے ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئے تھے اور جو ظرافت کی جان اور لٹریچر کی روح رواں ہیں - مردہ دلونکے ساتھ مسیحائی کرنا روتوں کو ہنسانا اور ہنستوں کو لوٹن کبوتر بنانا اس رسالہ کا ادنی کرشمہ ہے - قیمت ....

عمر خیام سنہ عیسوی کے گیارھویں صدی کے اواخر حصہ میں نیشاپور
میں جو خراسان میں ہے پیدا ہوا تھا اور بارھویں صدی کے شروع کے پچیس سال
میں اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ اسکی زندگی کے مختصر حالات دو اور مشہور شخصوں کے
واقعات کے سلسلے میں جو اپنے زمانہ میں بڑے [illegible] مشہور [illegible]
[illegible] ہو گئے ہیں۔ انہیں کا ایک اپنی ہر تینوں کے قصہ کو بیان کرتا ہے۔ اسکا نام
نظام الملک ہے اور وہ الپ ارسلان کا جو طغرل بیگ تاتاری کا بیٹا تھا اور ملک
شاہ کا جو اسکا پوتا تھا وزیر اعظم رہا ہے۔ طغرل بیگ وہ ہے جس نے فارس کو
محمود اعظم کے کمزور جانشینوں سے چھین کر خاندان سلجوقیہ کی جس نے یورپ کو
صلیبی جنگوں کے لیے ابھارا تھا بنیاد ڈالی۔ اس نظام الملک نے اپنی وصیت
میں جسکو اسنے لکھکر یادگار کے آیندہ وزیروں کے لیے چھوڑا ہے مندرجہ
ذیل حالات بیان کیے ہیں جنکو میر کھاند کی تاریخ اسماعیلیہ سے کلکتہ ریویو نے
اس طرح نقل کیا ہے۔

"خراسان کے بڑے جلیل القدر اور دانشمند لوگوں میں سے امام
موفق نیشاپوری تھے جنکی ہر ایک بڑی عزت و حرمت کرتا تھا۔ خدا کی رحمت
انکی روح پاک پر ہو۔ انکے جاہ و جلال کا زمانہ پچاسی برس سے زیادہ رہا تھا

اور عام طور سے لوگون کا یہ اعتقاد تھا کہ جس لڑکے نے اُنکے پاس بیٹھکر قرآن مجید اور حدیث شریف کا درس لیا وہ بلاشبہہ ناموری اور عزت کے درجہ تک پہونچا۔ اسی وجہ سے میرے باپ نے حکیم عبدالصمد کے ہمراہ مجھے طوس سے نیشاپور بھیجا تاکہ مین اس بزرگ اُستاد کی رہنمائی سے تحصیل علوم مین اپنے کو مصروف کرون۔ میری طرف ہمیشہ اُنکی عنایت و مہربانی کی نظر رہتی تھی اور بلحاظ شاگرد ہونے کے مجھے بھی اُنسے ازحد اُلفت اور خوش اعتقادی تھی۔ اِسطرح اُنکی خدمت مین مین نے چار سال گزارے۔ جب مین پہلے پہل وہان آیا تو مین نے دو اور نوواردطالبعلمون کو پایا جو میرے ہی ہمعمر تھے۔ یہ حکیم عمرخیام اور بدقسمت حسن بن صباح تھے۔ دونون کو خدا نے عجیب ذہن رسا اور ذاتی قابلیتین بخشی تھین۔ ہم تینون ایک دوسرے کے نہایت ہی بےتکلف دوست ہوگئے۔ جب امام صاحب اپنی وعظ کے بعد تشریف لیجاتے تو وہ دونون میرے پاس آتے اور ہم اپنا پڑھا ہوا سبق ایک دوسرے کو سُناتے۔ عمر نیشاپور کا باشندہ تھا اور حسن کے باپ کا نام علی تھا جو اپنی زندگی کو سخت پابندیون کے ساتھ بسر کرتا تھا لیکن جسکے عقاید اور اصول بالکل ملحدانہ تھے۔ ایک دن حسن نے مجھسے اور خیام سے کہا کہ "یہ بات عام طور سے مانی جاتی ہے کہ امام موفق کے شاگرد ضرور خوش نصیب ہوکر رہین گے اب اگر ہم سب کو کبھی وہ بات حاصل نہ ہوگی تو یقیناً ہم مین سے ایک کو تو ضرور ہوگی۔ اس حالت مین ہم مین کو لسنا اقرار اور معاہدہ ہونا چاہیے؟" ہمنے جواب دیا کہ جو تم پسند کرو اُسنے کہا کہ "اچھا اب ہمکو قسم کھانا چاہیے کہ جس کسی کے حصے مین یہ دولت و عزت پڑے وہ دوسرون کو اسمین سے برابر برابر حصہ دے اور اپنی ذات کے لیے کسی طرح برتری مخصوص نہ کرے" ہم دونون نے جواب دیا کہ ہمین منظور ہے اور ان شرائط پر ہمنے ایک دوسرے کے ساتھ عہد واثق کرلیا۔ زمانہ گذرتا گیا۔ مین خراسان سے ماوراالنہر گیا اور غزنی و کابل پھرتا پھراتا لوٹا اور ایک

عہدے پر مقرر ہو گیا اور سلطان الپ ارسلان کے زمانہ حکومت مین مملکت کا
تمام کاروبار اسی کے سپرد کیا گیا۔

"وہ بیان کرتا جاتا ہے کہ بہت سے سال گذر گئے اور اسکے دونون
مدرسے کے پرانے دوستون نے اسے ڈھونڈھ نکالا۔ وہ آکر اسکی دولت
وحشمت مین اپنے حصون کے طلبگار ہوے جسکے زمانہ تعلیم مین انھون نے
قسم کھائی تھی۔ وزیر نہایت فیاض تھا اور اپنے وعدہ پر قایم رہا۔ حسن سلطنت
مین ایک عہدہ کا خواستگار ہوا جسے سلطان نے وزیر کی سفارش پر اسے عطا فرمایا
لیکن درجہ بدرجہ ترقی کرنے سے قانع نہ ہوکر وہ طرح طرح کی سازشون کی فکر
مین جو ایشیائی دربار کا خاصہ ہوتی ہین لگا رہنے لگا اور اپنے محسن کی
بربادی کرنے کی ایک کمینی کوشش مین ناکامیاب ہونے کے بعد وہ نہایت ذلت
سے علحدہ کر دیا گیا۔ بہت سی گردشون اور آوارگیون کے بعد حسن ایران کے
اسماعیلیہ فرقہ کا سرگروہ بنگیا۔ یہ جاہل متعصب لوگون کی ایک جماعت تھی جو عرصہ
دراز تک گمنامی کی حالت مین پڑی رہی تھی لیکن اس شخص کی مضبوط اور بداندیش
طبیعت نے رہنمائی کرکے اسکو ایک زبون رفتار ترقی کی چوٹی پر پہونچا دیا۔
سنہ ۱۰۹۰ع مین اسنے الموت کا قلعہ جو صوبہ رودبار مین ہے چھین لیا۔ یہ صوبہ بحیرۂ کاسپین
کے جنوب کے پہاڑی ملکون مین واقع ہے۔ اور اسی پہاڑی گھر مین رہکر اوسنے
صلیبیون مین "شیخ الجبل" کے نام سے ایک بڑی شہرت حاصل کی اور تمام دنیائے
اسلام مین ایک دہشت سی چھا دی۔ یہ امر ابھی تک زیر بحث ہے کہ لفظ اسیسن جسکے
معنی قاتل کے ہین اور جو کہ زمانہ حال کی یوروپین زبانون مین اسکی بد افعالیون
کی یادگار کے طور پر موجود ہے لفظ حشیش (بھنگ) سے جسے کھا کر وہ بالکل
دیوانے ہوجاتے تھے نکلا ہے یا اس سلسلہ کے بانی کے نام سے ماخوذ ہے
جسکو کہ ہمنے نیشاپور مین دیکھا تھا جبکہ وہ ایک محض طالب علم تھا۔

"اس قاتل کے خنجر کے شکارون مین سے اسکا پرانا ہم مکتب دوست

اور عام طور سے لوگون کا یہ اعتقاد تھا کہ جس لڑکے نے اُنکے پاس بیٹھکر قرآن
مجید اور حدیث شریف کا درس لیا وہ بلاشبہہ ناموری اور عزت کے درجتک
پہونچا۔ اِسی وجہ سے میرے باپ نے حکیم عبدالصمد کے ہمراہ مجھے طوس سے
نیشاپور بھیجا تاکہ مین اِس بزرگ اُستاد کی رہنمائی سے تحصیل علوم مین اپنے کو
مصروف کرون۔ میری طرف ہمیشہ اُنکی عنایت و مہربانی کی نظر رہتی تھی اور
بلحاظ شاگرد ہونے کے مجھے بھی اُنسے از حد اُلفت اور خوش اعتقادی تھی۔
اِسطرح اُنکی خدمت مین مین نے چار سال گزارے۔ جب مین پہلے پہل وہان
آیا تو مین نے دو اور نوواردطالبعلمون کو پایا جو میرے ہی ہمعمر تھے۔ یہ حکیم
عمر خیام اور بدقسمت حسن بن صباح تھے۔ دونون کو خدا نے عجب ذہن رسا اور
ذاتی قابلیتین بخشی تھین۔ ہم تینون ایک دوسرے کے نہایت ہی بےتکلف
دوست ہوگئے۔ جب امام صاحب اپنی وعظ کے بعد تشریف لیجاتے تو وہ دونون
میرے پاس آتے اور ہم اپنا پڑھا ہوا سبق ایک دوسرے کو سُناتے۔ عمر
نیشاپور کا باشندہ تھا اور حسن کے باپ کا نام علی تھا جو اپنی زندگی کو سخت پابندیون
کے ساتھ بسر کرتا تھا لیکن جسکے عقاید اور اصول بالکل ملحدانہ تھے۔ ایک دن
حسن نے مجھسے اور خیام سے کہا کہ "یہ بات عام طور سے مانی جاتی ہے کہ
امام موفق کے شاگرد ضرور خوش نصیب ہوکر رہین گے اب اگر ہم سب کو بھی وہ
بات حاصل نہ ہوگی تو یقیناً ہم مین سے ایک کو تو ضرور ہوگی۔ اس حالت مین
ہم مین کونسا اقرار اور معاہدہ ہونا چاہیے؟" ہمنے جواب دیا کہ جو تم پسند کرو
اُسنے کہا کہ "اچھا اب ہمکو قسم کھانا چاہیے کہ جس کسی کے حصے مین یہ دولت ہاتھ
پڑے وہ دوسرون کو اُسمین سے برابر برابر حصہ دے اور اپنی ذات کے
لیے کسی طرح برتری مخصوص نہ کرے۔" ہم دونون نے جواب دیا کہ ہمین منظور ہے
اور اِن شرائط پر ہمنے ایک دوسرے کے ساتھ عہد واثق کر لیا۔ زمانہ گذرتا
گیا۔ مین خراسان سے ماوراالنہر گیا اور غزنی و کابل پھرتا پھراتا لوٹا اور ایک

عہدے پر مقرر ہو گیا اور سلطان الپ ارسلان کے زمانہ حکومت مین مملکت کا
تمام کاروبار اسی کے سپرد کیا گیا۔

"وہ بیان کرتا جاتا ہے کہ بہت سے سال گذر گئے اور اسکے دونون
مدرسہ کے پرانے دوستون نے اُسے ڈھونڈھ نکالا۔ وہ آکر اُسکی دولت
وحشمت مین اپنے حصون کے طلبگار ہوے جسکے زمانہ تعلیم مین انھون نے
قسم کھائی تھی۔ وزیر نہایت فیاض تھا اور اپنے وعدہ پر قایم رہا۔ حسن سلطنت
مین ایک عہدہ کا خواستگار ہوا جسے سلطان نے وزیر کی سفارش پر اُسے عطا فرمایا
لیکن درجہ بدرجہ ترقی کرنے سے فارغ نہ ہو کر وہ طرح طرح کی سازشون کی فکر
مین جو ایشیائی دربار کا خاصہ ہوتی ہین لگا رہنے لگا اور اپنے محسن کی
برباد کرنے کی ایک کمینی کوشش مین ناکامیاب ہونے کے بعد وہ نہایت ذلت
سے علحدہ کر دیا گیا۔ بہت سی گردشون اور آوارگیون کے بعد حسن ایران کے
اسماعیلیہ فرقہ کا سرگروہ بنگیا۔ یہ جاہل متعصب لوگون کی ایک جماعت تھی جو عرصہ
دراز تک گمنامی کی حالت مین پڑی رہی تھی لیکن اس شخص کی مضبوط اور بد اندیش
طبیعت نے رہنمائی کرکے اسکو ایک زبون دفعدار ترقی کی چوٹی پر پہونچا دیا۔
سنہ ۱۰۹۰ع مین اُسنے الموت کا قلعہ جو صوبہ رودبار مین ہے چھین لیا۔ یہ صوبہ بحیرۂ کاسپین
کے جنوب کے پہاڑی ملکون مین واقع ہے۔ اور اسی پہاڑی گھر مین رہکر اوسنے
صلیبیون مین شیخ الجبل کے نام سے ایک بڑی شہرت حاصل کی اور تمام دنیاے
اسلام مین ایک ہیبت سی چھا دی۔ یہ امر ابھی تک زیر بحث ہے کہ لفظ اسیسن جسکے
معنی قاتل کے ہین اور جو کہ زمانہ حال کی یوروپین زبانون مین اُسکی سپاہ اسماعیلیون
کے یادگار کے طور پر موجود ہے لفظ حشیش (بھنگ) سے جسے کھا کر وہ بالکل
دیوانے ہو جاتے تھے نکلا ہے یا اُس سلسلہ کے بانی کے نام سے ماخوذ ہے
جسکو کہ ہمنے نیشاپور مین دیکھا تھا جبکہ وہ ایک محض طالبعلم تھا۔

"اُس قاتل کے خنجر کے شکارون مین سے اُسکا پرانا ہم مکتب دوست

نظام الملک بھی تھا۔

" عمر خیام بھی وزیر نظام الملک کے پاس اپنے حصّے پر حق جتلانے کو
آیا لیکن اُسکا ارادہ کوئی خطاب یا عہدہ حاصل کرنیکا نہ تھا۔ اُسنے کہا کہ سب سے
بڑی نعمت جو تم مجھے دیسکتے ہو یہ ہے کہ اپنے اقبال کے سایہ مین مجھے کوئی جگہ
ایسی عطا کرو جہان رہکر مین اپنے علم کے فوائد کو پھیلاؤن اور اوسے وسیع کرون
اور تمھاری ترقی عمر و دولت کی دعا مانگتا رہون ۔ وزیر کہتا ہے کہ جب اُسنے دیکھا
کہ خیام اپنے انکار پر راسخ ہے تو اُسنے بھی اُسے زیادہ مجبور نہین کیا لیکن بارہ سو
مثقال زر نیشاپور کے خزانے سے اُسکی پنشن مقرر کر دی۔ وہ کہتا ہے کہ نیشاپو
ر مین عمر خیام اسی طرح رہا اور مر گیا۔ اور ہمیشہ ہر قسم کا علم حاصل کرنے مین مشغول
رہا۔ خاصکر علم نجوم جسمین اُسنے بہت بڑی شہرت حاصل کی۔

" ملک شاہ کی سلطنت کے زمانہ مین وہ مرو مین آیا اور اپنے علمی کمالات
کی وجہ بہت بڑا نام حاصل کیا۔ اور سلطان نے بھی خاص عنایتین اُسپر مبذول
کین ۔

اور ملک شاہ نے جب ارادہ کیا کہ جنتری مین کچھ اصلاح کرے تو عمر خیام بھی
اُن آٹھ بڑے بڑے عالمون مین سے تھا جو اس کام کے لیے مقرر ہوے
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ جلالی (جو بادشاہ کے ایک نام جلال الدین سے موسوم
ہے) پیدا ہوا۔ گبن لکھتا ہے کہ یہ زمانہ کے شمار کا طریقہ جولین کے طریقے
سے بھی بڑھ گیا اور گریگوری کے طریقے کے برابر صحت اور درستگی مین جا پہنچا
اُسنے چند نجوم کے خاکے جو زیج ملک شاہی کے نام سے مشہور ہین ترتیب
دی اور فرانسیسیون نے اچھی عربی مین اسکے ایک الجبرے کی کتاب اور
اُسکا ترجمہ چھاپا ہے۔

اُوسکے تخلص ۔ (خیام) کے معنی ایک خیمہ بنانے والے کے ہین اور
یہ کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ مین وہ یہی پیشہ کرتا تھا۔ شاید نظام الملک کی

فیاضی سے پہلے ہو جسنے کہ اُسے بعد مین آزادی اور استغنا کی حالت پر پہونچا
دیا تھا - اسی طرح اور بہت سے ایرانی شاعرون نے اپنا تخلص اُسی پیشہ سے نکالا
ہے جسے وہ کیا کرتے تھے مثلاً "عطار" جو دوا بیچنے والے کو کہتے ہین حضرت
فریدالدین کا تخلص تھا "تمار" جسکے معنی تیلی کے ہین شمس الدین محمد تبریزی کا تخلص تھا
عمر خیام اپنی ایک رباعی مین اپنے تخلص کی طرف اشارہ کرکے یہ کہتا ہے کہ "عمر خیام
جسنے کہ سائنس اور علوم کے خیمے کو سیا ہے غم کی آگ مین گر پڑا اور جلگیا قسمت
کی قینچی نے اُسکی زندگی کے خیمے کی طنابون کو کاٹ ڈالا اور امید کی دلال کے
اُسے بالکل مفت بیچ دیا"

اُسکی سوانح عمری مین سے ہمکو صرف ایک قصہ اور معلوم ہے جسکو ہم یہان
بیان کرتے ہین - یہ ایک دیباچہ مین جو کبھی کبھی اُسکے اشعار کے ساتھ لگا ہوتا ہے
لکھا ہوا ہے "پرانے لوگون کے واقعات مین یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ دانشمندون کا
بادشاہ عمر خیام نیشاپور مین سنہ ۵۱۷ھ (۱۱۲۳ء) مین اس جہان سے رخصت ہوا -
سائینس مین یہ اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اور یہی اُسکی عمر کے کمالات مین سے ہے -
خواجہ نظام سمرقندی جو اسکا ایک شاگرد تھا یہ قصہ بیان کرتا ہے -

"مین اکثر ایک باغ مین اپنے اُستاد عمر خیام سے باتین کیا کرتا تھا ایکدن
اُسنے کہا کہ میری قبر ایک ایسی جگہ پر ہوگی کہ باد صبا گلاب کے پھولون کو لا لاکر
اُسپر بکھیر دیا کریگی" اسپر مجھکو کچھ تعجب ہوا لیکن مین یہ بات جانتا تھا کہ یہ کوئی مہمل
اور بے معنی الفاظ نہین ہین - کئی برس کے بعد جب مجھے نیشاپور جانیکا اتفاق ہوا
تو مین اُسکے اخیر آرامگاہ پر پہونچا اور کیا دیکھتا ہون کہ وہ ایک باغ سے ملی ہوئی
باہر کی طرف واقع ہے اور پھولون اور پھلون سے لدے ہوئے درخت دیوار
سے باہر شاخین نکالے ہوئے اُسکی قبر پر پھول نثار کر رہے ہین یہانتک کہ قبر
بھی اُنمین چھپ گیا ہے"

یہانتک کلکتہ ریویو سے نقل کیا گیا ہے - اسکا مصنف جبکہ عمر خیام کی قبر کے

اِس قصّہ کو ہندوستان میں پڑھ رہا تھا تو کسی نے اُسکے سمرو کا واقعہ یاد دلایا کہ اِسی طرح اُسے بھی آرشمیدس کی قبر سراقیوس میں گھاس اور پتون سے ڈھکی ہوئی ملی تھی۔

اگرچہ سلطان کی طرح طرح کی خسروانہ عنایتین اور مہربانیان عمر کے حال پر رہتی تھین۔ مگر اِسکی تقریر اور خیالات کی ابیقورس کی پیروٗن کی سی شوخی اور بیباکی نے اِسے اپنی ہی زمانہ اور اپنے ہی ملک مین ہمیشہ ایک کجرو اور خودسر کے صورت مین لوگون کے سامنے ظاہر کیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ صوفیہ فرقے والے جنکی یہ ہمیشہ ہنسی اور مذمت کیا کرتا تھا اُسے بالخصوص خوف اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اِن لوگون کا مذہب اگر تصوف اور اسلام کے ظاہری اقرار کے پردے سے جسمین عمر خیام کسی طرح اپنے کو نہین چھپا سکتا تھا باہر نکالکر صاف روشنی مین دیکھا جاے تو اسکے اصول اور طریقے سے کہین کم ظاہر ہوگا۔ اِسکے شاعرون نے جسمین (علاوہ فردوسی کے) حافظ بھی شامل ہین اور جو ایران مین کثرت سے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمر خیام کے خیالات اور مضامین سے بہت کچھ اخذ کیا ہے لیکن تصوف کے رنگ مین لیجاکر اور اُن لوگون کے مذاق کے موافق بناکر جو اُسکے صوفیانہ معنی لیتے ہین اپنے طرز مین بیشک خوب پھلے پھولے ہین۔ وہ لوگ جنسے اُنکا خطاب ہے اُسیقدر جلدی توہم اور اشتباہ کو قبول کرلینے والے ہین جسقدر جلدی ایمان کے طریقے یا کسی اور عقیدے کو اور اُسیقدر جلدی جسمانی لذائذ کو محسوس کرتے ہین جسقدر روحانی کو۔ اِن دونون قسم کی لذتون یعنی جسمانی اور روحانی کو وہ ایکجا کرکے اِسقدر محظوظ ہوتے ہین کہ کبھی تو نہایت آزادی اور جوش مسرت سے اپنے شاعرانہ تلازمون کے بازوٗون پر سوار ہوکر آسمان کی سیر کرتے ہین اور کبھی زمین پر آتے ہین اور کبھی اِس جہان مین گذر کرتے ہین اور کبھی دوسرے ہی جہان مین غائب ہوجاتے ہین اسطرح سے کہ دونون جہانون مین اِنکا وجود

سمجھا جاسے۔ اِس بات مین عمر خیام کا دل اور اُسکا دماغ دونون آئینے کی طرح شفاف تھے۔ آپنے اِس خیال مین ناکامیاب ہوکر کہ انسان کے باگ سواے تقدیر کے اور کسی کے ہاتھ مین نہین ہے اور سواے اس جہان کے اور کوئی جہان نہین ہے اُسنے اسی عالم کے ظاہرا چیزون سے متمتع ہونے مین اپنی فلاح سمجھی اور اس بات کو سب پر مقدم سمجھا کہ دنیاوی لذائذ کے ذریعے سے روح کی تسکین اشیاے ظاہری کے موافق جیسی وہ دکھائی دیتی ہین کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ اُسکو بیفائدہ اضطراب اور تشویش کی حالت مین صرف اس خیال سے رہنے دینا چاہیے کہ اُن چیزون کے اور کیا معنی ہو سکتے ہین اور اُنسے کون سا نتیجہ مطلب اور پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر یہ دیکھا گیا ہے کہ اُسے کوئی دنیاوی لالچ یا طمع نہ تھی صرف یہ ہو سکتا ہے کہ اُسے جسمانی لذائذ کو دماغی قوتون کے لطف پر ترجیح دینے مین کسی قسم کے متفرخانہ یا ظریفانہ جیسے کوئی خوشی حاصل ہوتی ہون۔ اگرچہ اس ترجیح مین اسی اُن سوالون کا جواب نہین ملا جنمین اُسے عام لوگون کی طرح دلچسپی تھی تاہم یہ ایک ایسی بات تھی جس سے اسے کچھ نہ کچھ خوشی ضرور ہوتی ہوگی

بہرحال جو کچھ وجہ قرار دیجاسے عمر خیام اپنے ملک مین کبھی ہر دلعزیز نہ ہوا اور یہی سبب ہے کہ اِسکی تصانیف دوسرے ملکون مین بہت کم پھیلین۔ اشعار نسخے جیسے اور ایشیائی قلمی نسخے ہوتے ہین جو حد سے زیادہ خراب اور خستہ ہوگئے ہون۔ خود مشرقی ممالک مین اسقدر کم ہین کہ باوجودیکہ آج مغرب مین علوم کا آفتاب چمک رہا ہے اور دیگر دست و بازو کے ذرائع درجہ کمال تک پہونچ گئے ہین تاہم چند ہی بمشکل وہانتک پہونچ سکے ہین۔ تو انڈیا ہوس مین اِسکا کوئی نسخہ ہے اور نہ پیرس کے ببلیو تھیک نیشنیل مین۔ انگلستان مین صرف ایک نسخہ نمبر ۱۴۰ نسخہ جات اوسلی مسٹر باڈلی کے کتبخانہ آکسفورڈ مین موجود ہے اور شیراز کا ۱۴۶۰ء کا لکھا ہوا ہے جسمین صرف ۱۵۸ رباعیان ہین۔ ایک کلکتہ کے ایشیاٹک سوسائٹی کے لائبریری مین ہے جسمین رباعیون کی تعداد

بہت سی غلطیون اور تکرار کے بعد ۵۱۶ تک پہونچی ہے وآن ہومر اپنے ایک نسخے کے متعلق کہتا ہے کہ اُسمین قریب ۲۰۰ کے رباعیان ہین اور ڈاکٹر اسپرنگر کی تحریر کے موافق لکھنؤ کے ایک نسخے مین اِسکی دوچند ہین لیکن ابھی ایک نسخہ کلکتہ ۱۸۳۶ع کا چھپا ہوا ملا ہے جسمین ۴۳۸ رباعیان ہین اور اُسکے ضمیمہ مین ۵۴ اور مندرج ہین جو مختلف نسخون سے نقل کر کے جمع کی گئی ہین۔ کلکتہ اور آکسفورڈ کے نسخون کے کاتبون نے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک عہد کر کے لکھا ہے۔ ہر ایک نے ایک رباعی سے (بلاخیال اچھی یا بُری کے) بلحاظ ابجد کے ترتیب کے ابتدا کی ہے۔ آکسفورڈ والا ایک عذریہ رباعی سے شروع کرتا ہے اور کلکتہ والے نے ایک شکوہ اور سرزنش کی رباعی سے ابتدا کی ہے جسکے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ (جیسا اُسکے حاشیہ پر درج ہے) کہ عمر خیام کا یہ خیال ایک خواب سے پیدا ہوا تھا جسمین اُسکی مان نے اُسکی آیندہ قسمت کے متعلق پوچھا تھا اُس رباعی کا مطلب یہ ہے کہ تو جب کا دل اُن لوگون کے لیے دکھتا ہے جو دوزخ مین جل رہے ہین جسکے شعلے جیسے تیری بانسری آگی سے تجھے بھی کھانا پڑینگے۔ کبتک چلاے جائیگی کہ خدا اُنپر رحم کرے تُو بُھلا تو کہان اُنھین سکھا سکتی ہے اور وہ کہان تیری بات سیکھ سکتے ہین۔"

مسٹر ٹامس باڈلی والی آکسفورڈ کے لائبریری مین جو نسخہ موجود ہے شروع کی رباعی ہمہ اوست کے مسئلہ کی تائید کرتی ہے۔ اِسکا مطلب یہ ہے کہ "اگرمین نے خود کسی سست مذہب یا طریقے پر رہکر نیکی کے جواہرون کو بہت ڈھیلا پرویا ہے تو صرف یہ ایک چیز میری نجات کے لیے شفیع ہوسکتی ہے کہ مین نے ایک کو دو کبھی نہین کہا۔"

ریویو رسالے جس سے ہمکو عمر خیام کی زندگی کے حالات ملے ہین تقریباً سے خیام کا بلحاظ جودت طبیعت اور خصائل کے اور بلحاظ حوادثات زمانہ کے جسمین اِن دونون کی عمر گذری مقابلہ کر کے اپنے بیان کو ختم کیا ہے

وہ دونون بلاشبہ نہایت نازک مضبوط اور صاف اور اُجلی طبیعت کی تھی
دونون کے خیالات نہایت ستھرے - اور دونون کے دل مین انصاف اور
سچائی کی آرزو بھری ہوئی تھی -

جو حق بجانب اپنے ملک کے مذہب اور اُسکی پوچ اور باطل پیروی سے
منحرف ہوئے ہین - لیکن جن اصولون کا اُنھون نے تہ و بالا کر دیا اُنکی بجائے
وہ ایسی خوشی آیندہ اُمیدون کو اپنے دل مین جگہ نہین دے سکتے جسطرح سے اور
لوگون نے کر کے اپنے واسطے ایک قانون بنا لیا ہے باوجودیکہ اُسکے
پاس اسلئے زیادہ اچھا رموز دانی کا کوئی ذریعہ نہین تھا - لوکریشس نے
بیشک اُن تمام اسباب کے ساتھ جو اپی قورس نے اُسے مہیا کر دیے تھے
ایک بہت بڑی کل بنانے کے منصوبے سے جو یکایک اُسکی دل مین پیدا
ہوا تھا اپنے آپ کو کچھ اطمینان دے لیا تھا - اور ایک ایسے قانون کے
مطابق عمل کرتا تھا جس مین کچھ اجتہاد کی ضرورت نہین - اسطرح سے بجائے
اپیقورسی درشتی و قطع کے زینو کی طریقت کی سختی مین اپنے دل کو جمع کر دنیا کے
پتلی ڈرامے پر جسمین کہ وہ خود ایک ایکٹر تھا غور کرنے کے لیے بیٹھا - لیکن
(جسطرح سے وہ خود رومن تھیٹرون کی تعریف مین کہتا ہے) پردے کی زرد
چمک نے جو دیکھنے والون کے اور سورج کے درمیان مین حائل ہونیکی
وجہ سے تھی خود اُسکے اور اُسکے تمام گردوپیش والون کے رنگ کو بالکل خراب
کر دیا - خیام نے زیادتی ناامیدی یا کسی ایسے پیچ در پیچ طریقے سے بے توجہی
اختیار کرنے کی وجہ سے جس کا نتیجہ بجز ایک مایوسی کی مجبوری کے اور کچھ نہ نکلا
اپنے علم اور فہم دونون کو ایک ترش یا خوش مذاقی کے ساتھ عام بربادی کی
حالت مین جو کہ اُنکی جھلکیون سے جو کسی طرح کافی نہین ہوتین وقتاً فوقتاً ظاہر
ہو جاتی ہے پھینک دیا اور لذائذ نفسانی کو زندگی کا بہت بڑا مقصد قرار دیکر
الوہیت کے خیالی مسائل - قضا و قدر - مادہ - روح - نیک و بد اور اسیطرح کے

اور مسئلون سے اپنا دل بہلایا کیا۔ یہ مسائل ایسے ہین جنکی ابتدا کرنا بمقابلہ اُنمین کمال حاصل کرنے کے زیادہ آسان ہے۔

اصل رباعیون کا جسطرح پر وہ ہین ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق نہین ہے ہر ایک مین چار چار مصرعے ہین اور گو کہ اُنکی بحر ان مختلف ہو لیکن برابری مین سب یکسان ہین۔ بعض وقت تو سب مصرعہ مقفا ہین مگر اکثر کا تیسرا مصرعہ غیر مقفا ہے اور کسیقدر یونانیون کی اس خاص قسم کی شاعری سے ملتا جلتا ہے جسمین ہر تیسرا مصرعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شعر کے تموج کو چوتھے مصرعے تک بڑھنے نہین دیتا اور جو لہر اُسپر گرتی ہے اُسے برابر اُٹھا کے رہتا ہے۔ اِس ایشیائی طرز و طریقے کے مصرعون کی صورت مین تمام رباعیان بترتیب ابجد ایکے دوسرے کے بعد۔ کہین پر سنجیدہ اور کہین ظرافت آمیز آتی چلی آئی ہین۔ انگریزی مین جو اسکا ترجمہ ہوا ہے اُسکی ترتیب انگریزی دیہاتی نظمون کے طریقے پر ہے جسمین کہ شراب مین پینا۔ خوشی منانا اسطرح کے مضامین کا ذرا کم خیال کیا گیا ہے جو کہ (صحیح ہو یا غیر صحیح) اصل کتاب مین بہت زیادہ لغو اثر کے ساتھ آئے ہین۔ لیکن نتیجہ دونون حالتون مین قابل افسوس ہے بہت زیادہ قابل افسوس شاید وہان پر ہے جہان کہ عمر خیام نہایت خود نمائی کے ساتھ اظہار کرتا ہے۔ ان سب سے بمقابلہ غصے کے رنج و غم کے آثار اُسکی حالت مین بہت پاسے جاتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیرون کو تقدیر کی بیڑیون سے بیفائدہ آزاد کرنا چاہتا ہے اِس خیال سے کہ روز فردا کی جھلک پر شاید کوئی صحیح نظر پڑ جاسے لیکن اُسکے امروز ہی سے نجات نہین ملی (جیسے کہ بہت سے روز فردا کو اپنی جال مین تھکا دیا ہے) اور وہ اِس ہی مین یہ سمجھکر کہ یہی صرف ایسی زمین ہے جسپر کھڑا ہو کر وہ ذرا قدم ٹیک سکتا ہو پڑا رہ گیا ہے گو کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے اسپر سے اُسکے پیر پھسل جاتے ہین۔

جس زمانہ مین کہ عمر خیام کی رباعیات سے اِس ترجمہ کی طبع ثانی تیار ہورہی تھی مانشر نکولس
فرانسیسی کانسل مقیم رشت نے ایک طہران کے چھپے ہوسے نسخے کو جسمین چارسو
چونسٹھ رباعیان تھین مع اپنے ترجمے اور حواشی کے نہایت عمدگی کے ساتھ چھپوایا
تھا۔ مانشر نکولس جن کے مطبوعہ نسخے نے مجھے بہت سی باتون کا خیال دلایا اور نہ
دوسرے ہی طرز کے امور کو ظاہر کیا عمر کو ابیقورس کے ڈھنگ پر جیسا کہ میرا
خیال اُسکے لغوی معنون کو دیکھکر ہے نہین مانتا بلکہ وہ اوسے تصوف کے رنگ
پر لیگیا ہے وہ کہتا ہے کہ شراب و ساقی وغیرہ کی صورت مین جیسا کہ لوگ حافظ
کی نسبت خیال کرتے ہین خیام کو خدا کا جلوہ نظر آتا تھا۔ مختصر یہ کہ اُسے بھی وہ مثل
اور دوسرے شاعرون کے ایک صوفی مزاج شاعر سمجھتا ہے لیکن مجھے اپنی
رائے تبدیل کرنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہین نے اِس رائے کو بارہ
برس سے زیادہ ہوے جب قایم کیا تھا اُسوقت سب سے پہلے عمر کو ایک
ایسے شخص نے مجھے دکھلایا تھا جس کا مین جو کچھ مین نے علوم شرقی سے پڑھا ہے
ہمیشہ اسکیلیے مرہون احسان رہونگا۔ اور اِس سے زیادہ اور علوم کا بھی
اُسکا شکر گذار رہونگا۔ (کیونکہ جو کچھ اور مجھے علوم مشرقی سے آتا ہے وہ سب
اُس ہی کے بدولت ہے) تو وہ عمر کے فہم و ذکا کا اِسقدر مداح تھا کہ اگر اُسکے
امکان مین ہوتا تو اُسکے ایسے مطالب جیسے مانشر نکولس پیدا کرتے ہین بخوشی
منظور کرلیتا مگر حقیقت مین وہ ایسا کبھی نہین کرسکتا تھا اور یہ بات اُسکے مضامین
سے جو کلکتہ ریویو مین چھپتے رہتے ہین اور جنکا ایک بڑا حصہ ابھی ہمنے اوپر نقل
کیا ہے بخوبی ظاہر ہوسکتی ہے۔ اِس مین وہ فی نفسہ نظم سے اور شاعر کے اُن
واقعات سے جو ہمپر ہو چکے ہین بحث کرتا ہے۔

اگر مانشر نکولس کے اصول کے خلاف اور زیادہ ثبوت کی ضرورت
ہو تو وہ اُس ہی کی طرز بیان سے جس مین وہ عمر خیام کی سرگذشت تحریر کرتا ہے
معلوم ہوجائیگا جسمین اشعار کے مطالب سے جو حاشیہ پر درج ہین بالکل خلاف

باتین لکھی ہین (اُسکے دیباچے کے سولھوین اور ستھرھوین صفحون کو دیکھو) حقیقت
ہین جبتک کہ عمر کے عذرخواہ مجھے آگاہ کرین مین بالکل نہین جانتا تھا۔ اُسکے نظم کو
ایسے ایسے معنے پہنائے گئے ہین۔ کہ جس شراب کو حافظ نے پیا تھا اور اُسکی
تعریف کی تھی وہ جو کچھ ہو مگر عمر نے جو شراب پی وہ انگور کے خالص عرق کی تھی۔
اسے وہ نہ صرف جبکہ اپنے دوستون کے ساتھ عیش وطرب مین مشغول ہوتا
استعمال کرتا تھا بلکہ (جیسا مانشر نکولس کہتے ہین) اس غرض سے پیتا تھا کہ
اپنے کو عبادت کے اُس جوش تک پہونچا دے جسے اور لوگ شور وشغب
کرنے اور ہاتھ پیر مارنے سے بھی حاصل نہین کر سکتے۔ مگر پھر بھی کتابین
جہان کہین مے وساقی کا ذکر آیا ہے (اور یہ بکثرت ہے) مانشر نکولس نہایت ہوشیاری
کے ساتھ اُسکی شرح لکھتے ہین "خدا" "فنا درمطلق" وغیرہ وغیرہ۔ اور حقیقت
ہین ایسی احتیاط کے ساتھ لکھتے ہین کہ خواہ مخواہ آدمی کو خیال ہوتا ہے کہ یہ بھی
اُس صوفی کے جس سے اُنھون نے اِن اشعار کو پڑھا ہے ہم مشرب اور
ہم خیال ہو گئے ہین۔ ایک ایرانی طبعاً یہ چاہیگا کہ اپنے ملک کے ایک مشہور
ومعروف شخص کو اِن الزامات سے بری رکھے اور اُسکی جانب سے عذر
خواہی کرے اور ایک صوفی کی یہ غرض ہوگی کہ اُسے اپنے طریق مین داخل
کرے جسمین کہ ایران کے بڑے بڑے شعرا شامل ہین۔

مانشر نکولس کے پاس اِس بات کی کونسی تاریخی سند ہے کہ خیام نے
صوفیانہ خیالات پر اپنے آپ کو مختمل کیا تھا؟ ہمہ اوست کے مسائل عقاید جسمانیت
اور احتیاج کے اصول کچھ صوفیون یا اُنسے پہلے لقرِوشس یا اُس سے بھی
پہلے ابیقورس کے ساتھ مخصوص نہین تھے۔ شاید کہ یہ ابتدائی فلسفیون اور فکر
اور غور کرنے والے آدمیون کے بلی ابتداءً اصول کے شروع ہی سے ماخذ رہے
ہون اور بہت زیادہ ممکن ہے کہ یہ ایک ایسے فلسفی کے خود بخود پیدا ہونے
والے خیالات کے مرکز ہون جو معاشرت اور تمدن کی جہالت کے ایسے زمانہ

مین پیدا ہوا تھا جس مین یہ خیال کیا جاتا تھا کہ تمام دنیا کل بہتر مذہبون پر منقسم ہو۔
داکٹر ہوم عمر خیام کو ایک آزاد خیال اور مذہب صوفی کا بہت بڑا مخالف
بتاتا ہے شاید اسلیے کہ اُسکے اصولون کو زیادہ اختیار کرتے وقت وہ کسی طرح
سے ناموافق اخلاقی تشدید پر قایم رہنے کا دعویٰ کرنا نہین چاہتا تھا۔ سر ڈبلیو
آوسلی نے بھی آکسفورڈ کے باڈلین کتب خانہ کے نسخے مین ایک سادے ورق
پر تھوڑا سا اسی کے ہم معنی لکھا ہے اور مانشر نکولس کے مولفہ نسخے کی دو
رباعیون مین تصوف اور صوفی کا نہایت اہانت کن نامون سے تذکرہ کیا
گیا ہے۔

اسمین شک نہین کہ انمین سے بہت سی رباعیون کا اگر اُنکے معنے
صوفیانہ طریق پر نہ لیے جائین تو کوئی مطلب نہین پیدا ہو سکتا مگر بہت زیادہ
اسطرح کے ہین کہ اگر انکے لفظی معنے نہ لیے جائین تو کسی طرح کچھ سمجھ مین نہین
آسکتا۔ مثلاً اگر شراب علوی مانی جاے تو کسطرح سے جسم جب مردہ ہو گیا ہے
تو اُس سے دھویا جا سکتا ہے ؟ ۔ کیونکر مے کے قدحون کو جو مٹی کے بنے ہوے
ہین کوئی مجذوب الوہیت کے شراب سے بھر دیگا ۔ مانشر نکولس خود جہان
کہین مشرقی اسرار آ گئے ہین اور کسی خاص مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے
اُنکی تشریح کرنے مین گھبرا گھبرا جاتے ہین مگر تاہم اُنکو پڑھنے والا سوا
الوہیت کے اور کسی طرف منسوب نہین کر سکتا۔ اِس مین کوئی شک نہین کہ
طہران کے نسخے مین بھی جیسا کہ کلکتہ کے کتب خانہ کے نسخے مین ہے بہت سی
رباعیان جعلی ہین ۔ اور خیام کی طرف غلط منسوب ہین ۔ یہ رباعیین بالکل بدن
کے معمولی قطعات یا معمولی رباعیون کے طرز پر ہین ۔ لیکن اِس سے بھی حقیقت
مین جسقدر اِس ایک بات کے متعلق معلوم ہوتا ہے اُسیقدر دوسرے کے
بھی نہین بلکہ صوفی جو ایران مین ایک عالم اور منشی سمجھا جاتا ہے اُس نے ممکن
ہے کہ بیفکری اور عیش پسندی کے مقابلے مین جو کچھ اُسکی طبیعت کے ایک

شاعر ہونے کی حیثیت سے زیادہ موافق ہوا ہو اُسے خواہ مخواہ اُس میں ٹھونس دیا ہو۔ میں نے معلوم کیا ہے کہ آکسفورڈ کے باڈلین کتبخانہ میں جو نسخہ ہے اُس میں ایسی رباعیاں بہت کم ہیں جو بالکل تصوف کے لباس میں ملبوس ہوں۔ یہ نسخہ سب سے زیادہ پرانا ہے جس پر شیراز کی لکھی ہوئی تاریخ ۸۶۵ھ (سنہ ۱۴۶۰ء) موجود ہے۔ اسی خاص بات کی وجہ سے عمر کو (میں اُسے نہیں نہیں صحیح نہیں — مشہور نام لیکر یاد کرنے سے باز نہیں رہ سکتا) اور دوسری شعراء سے امتیاز حاصل ہے۔ اس میں وہ خود بھی اوروں کے ساتھ اپنے ہی ترانہ میں بیخود اور محو ہوکر آدمی کو ایک تمثیل بناکر کھڑا کرتا ہے اور اُسے ایک خیالی جامہ پہناتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی خود خیام ہے جو کہ اپنے تمام خواص طبیعت اور جذبات کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہے گویا کہ حقیقت میں ہم اور وہ ایک ہی میز پر جب کہ شراب کا دور چل چکا ہے نہایت آزادی اور بے تکلفی سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

میں بذاتِ خود حافظ کی اِس صوفی تفسیر کا کبھی قائل نہیں ہوں۔ جہاں تک کہ شاعر نے اپنی نظم کے شروع اور اخیر میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی شان میں سلام لکھا ہے اس میں ہمہ اوست کے مسئلہ کا ذکر کرنے اور اُسے اختیار کرنے میں بھی یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ کونسی قباحت ہوسکتی ہے۔ ایسی حالتوں میں مولانا جلال الدین رومیؒ۔ ملا جامیؒ۔ حضرت فرید الدین عطار۔ اور اور شاعروں نے بھی نظمیں لکھی ہیں جس میں کہ اُنھوں نے شراب اور حسن کو الوہیت کے بیان کرنے کے لیے (ذکر پردہ بناکر اُسے چھپانے کے لیے) ایک خیالی تصویر فرض کرکے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ کوئی اور تمثیل جس میں غلطی سے یا غلطی استعمال کا کم گمان ہوتا شاید ایسی مستقل طبیعت والوں کے لیے زیادہ مناسب ہوتی اور ایسی حالت میں اور بھی زیادہ مناسب ہوتی جبکہ بعض لوگوں کے نزدیک حافظ اور خیام کے نزدیک شراب

اور حسن کا تصور لذائذ نفسانی کی خیالی تصویرون سے مشابہ بہت ہی نہین بلکہ مطابقت رکھتا ہے - یہ طریقہ زاہدون اور ریاضت کرنے والون کے لیے خواہ مضر نہ ہو مگر اُنکے ایسے ابناے جنس کے لیے جو اُنسے بہت کمزور ہین زیادہ پرخوف وخطر ہے اور یہ طریقہ ریاضت جسکی اسطرح ابتدا کی گئی ہے جسقدر بڑھتا جاتا ہے اُسی نسبت سے ساتھ ایک دنیادار اور ملحدانہ خیال والے آدمی کے لیے اور زیادہ معرض خطر ہوجاتا ہے - اور یہ سب کس واسطے ہو؟ اسواسطے کہ لذائذ نفسانی کی ایسی خیالی تصویرون کیوجہ سے وہ مورد طعن وتشنیع کیے جائین اور خدا جو کہ اُن کی تعلیم کے موافق مادہ جسمانی اور روح دونون کہا جاسکتا ہے اگر اُسکی کنہ کے قریب تک بھی کوئی پہونچ سکے تو فوراً یہ سب خیالی شکلین ترک کردی جاسکتی ہین - اُسی کی دنیا مین آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ بعد مرنے کے جائیگا لیکن بلاکسی امید کے کہ جس عجز اور انکساری سے وہ اِس جہان مین رہا ہے اُسکے عوض مین اُسے دوسرے جہان مین کوئی اور پیچھے آنیوالی خوشی بھی میسر ہوگی -

نفروشمس کا نابینا خداوند حقیقت مین اُسیقدر نفس کشی کا مستحق ہے جسقدر یہ صوفیان کا اور غالباً اِس مین یہ بات بھی حاصل ہوگئی ہوگی - عمر خیام کے اشعار کی ردیف اگر "بیا کہ بخوریم" نہین ہے تو یہ ضرور ہے "و بنوشیم کہ فروا زندہ نخواہیم ماند" - اور اگر حافظ کی مراد ایسی زبان سے اور ہی کچھ تھی تو بیشک اُسنے اپنی فراست کا غلط اندازہ کیا دران حالیکہ اُس نے اپنی عمر اور دانائی کو ایسی مبہم اور پیچیدہ نظم آرائی مین صرف کیا جسکو کہ اُسکے زمانے سے آجتک برابر پاک اور قدسی عابدون کے علاوہ بھی ہر ایک شخص گا چکا ہو - مگر چونکہ سلسلہ بسلسلہ یہ خیال برابر چلا آیا ہے اور واقعی بعض علما کی بھی یہی راے ہے کہ عمر خیام ایک صوفی (بلکہ درویش منش آدمی) تھا جو صاحب چاہین اُسکے مے اور ساقی کے اِسی طرح کے معنے سمجھ لین - لیکن چونکہ

یہ بات تاریخ سے مانی گئی ہے کہ یہ ایک فلسفی اور عالمانہ نظر اور ایسی قابلیت
کا آدمی تھا جو اُسکے زمانے اور اُسکے ملک سے کہین دور تھی۔ اور دنیا کی تمنا
اُسے اسیقدر اعتدال کے ساتھ تھی جتنی ایک فلسفی کو ہونی چاہیے اور اوسکی
ضروریات بھی اسقدر معتدل تھین کہ مشکل سے ایک رند مشرب آدمی کے لیے
کافی ہوسکتی تھین اسلیے بعض پڑھنے والے میرے ہم خیال ہونگے کہ جبکہ
وہ شراب جسکا عمر تذکرہ کرتا ہے صرف انگور کا عرق تھی۔ اُسنے جسقدر کہ اُسے
پیا اُس سے زیادہ اُس مئے اقدس کے مقابلے مین تعلّی کی لی جسنے کہ اپنے
مطیعون اور پیشکشون کو ایک نمایش اور تنفر کی حالت مین ڈبو دیا۔ فقط

رباعیات عمر خیام

١

آمد سحری ندا ز میخانهٔ ما
که ای رند خراباتی دیوانهٔ ما
برخیز که پر کنیم پیمانه ز می
زان پیش که پر کنند پیمانهٔ ما

٢

امشب بر ماست که آورد ترا
در پرده بدین دست که آورد ترا
نزدیک کسی که بیتو در آتش بود
چون باد همین جست که آورد ترا

٣

این دهر که بود مدتی منزل ما
نابد بجز از بلا و غم حاصل ما
افسوس که حل نگشت یک مشکل ما
رفتیم و هزار حسرت اندر دل ما

٤

ای خواجه یکی کام روا کن ما را
دم در کش و در کار خدا کن ما را
ما راست رویم ولیک تو کج بینی
رو چاره دیده کن رها کن ما را

٥

برخیز و بیا بیار ای دل ما
حل کن بجمال خویشتن مشکل ما
یک کوزه می بیار تا نوش کنیم
زان پیش که کوزه ها کنند از گل ما

٦

چون فوت شوم بباده شوئید مرا
تلقین ز شراب و جام گوئید مرا
خواهید بروز حشر یابید مرا
از خاک در میکده جوئید مرا

٧

چون عهده نمیشود کسی فردا را
حالی خوش کن این دل پر سودا را
می نوش بنور ماه ای ماه که ماه
بسیار بتابد و نیابد ما را

٨

عاشق همه سال مست و شیدا بادا
دیوانه و شوریده و رسوا بادا
در هشیاری غصهٔ هر چیز خوریم
ور مست شویم هرچه بادا بادا

٩

عاقل بچه امید درین شوم سرا
بر دولت او نهد دل از بهر خدا
هرگاه که خواهد بنشیند از پا
گیرد اجلش دست که با لا [illegible]

١٠

قرآن که همین کلام خوانند او را
گه گاه نه بر دوام خوانند او را
در خط پیاله آیتی روشن هست
کاندر همه جا مدام خوانند او را

١١

گر می نخوری طعنه مزن مستان را
گر توبه دهد توبه کنم یزدان را
تو فخر بدین کنی که من می نخورم
صد کار کنی که می غلام ست آن را

١٢

هرچند که رنگ و بوی زیباست مرا
چون لاله رخ و چو سرو بالاست مرا

معلوم نشد که در طربخانهٔ خاک — نقاش من از بهر چه آراست مرا
از آتش ما دود کجا بود اینجا — وز مایهٔ ماسوا کجا بود اینجا
۱۳ آنکس که مرا نام خدا باقی کرد — در اصل خرابات کجا بود اینجا
بت گفت به بت‌پرست کای عابد ما — دانی ز چه روی گشته‌ای ساجد ما
۱۴ بر ما بجمال خود تجلی کرده‌ست — آنکس که ز تست ناظر ای شاهد ما
تا بتوانی رنجه مگردان کس را — بر آتش خشم خویش منشان کس را
۱۵ گر راحت جاودان طمع میداری — میرنج همیشه و مرنجان کس را
ای کرده بلطف و قهر تو صنع خدا — در عهد ازل بهشت و دوزخ پیدا
۱۶ بزم تو بهشت است و مرا چیزی نیست — چون نیست که در بهشت ره نیست مرا
چندان بخورم شراب کین بوی شراب — آید ز تراب چون روم زیر تراب
۱۷ تا بر سر خاک من رسد مخموری — از بوی شراب من شود مست و خراب
در راه نیاز هر دلی را دریاب — در کوی حضور مقبلی را دریاب
۱۸ صد کعبهٔ آب و گل به یک دل نرسد — کعبه چه روی برو دلی را دریاب
روزی که پرست برنهم جام شراب — وز غایت خرمی شوم مست و خراب
۱۹ صد معجزه پیدا کنم اندر هر باب — زین طبع چو آتش سخنهای چو آب
روزی که دو مهلتست می خور می ناب — کین عمر گذشته در نیابی دریاب
۲۱ دانی که جهان رو بخرابی دارد — تو نیز شب و روز همی باش خراب
مائیم نهاده سر بفرمان شراب — جان کرده فدای لب خندان شراب
۲۲ هم ساقی ما حلق صراحی در دست — هم بر لب ساغر آمده جان شراب
مائیم و می و مطرب و این کنج خراب — جان و دل و جام و جامه در رهن شراب
۲۳ فارغ ز امید رحمت و بیم عذاب — آزاد ز باد و خاک و آتش و آب
با بط میگفت ماهی در تب و تاب — باشد که بجوی رفته باز آید آب
۲۴ بط گفت چو من و تو گشتیم کباب — بعد از پس مرگ من چه دریا چه سراب
از منزل کفر تا بدین یک نفس است — وز عالم شک تا بیقین یک نفس است
۲۵ این یک نفس عزیز را خوش میدار — کز حاصل عمر ما همین یک نفس است

اے چرخ فلک خرابی از کینهٔ تست | بیدادگری شیوهٔ دیرینهٔ تست
اے خاک اگر سینهٔ تو بشگافند | بس گوهر قیمتی که در سینهٔ تست ۲۵

این یک دو سه روزه نوبت عمر گذشت | چون آب بجویبار و چون باد بدشت
هرگز غم دو روز مرا یاد نگشت | روزے که نیامدست و روزے که گذشت ۲۶

آن لعل گران بها ز کانے دگرست | وان در یگانه را نشانے دگرست
اندیشهٔ این و آن خیال من و تست | افسانهٔ عشق از زبانے دگرست ۲۷

امروز که نوبت جوانی من ست | میخوشم از آنکه کامرانی من ست
عیبش مکنید اگرچه تلخ ست خوش ست | تلخ ست از آنکه زندگانی من ست ۲۸

اے دل چو نصیب تو همه خون شدنست | احوال تو هر لحظه دگرگون شدنست
اے جان تو درین تنم چه کار آمده | چون عاقبت کار تو بیرون شدنست ۲۹

امروز ترا دسترس فردا نیست | واندیشهٔ فردات بجز سودا نیست
ضایع مکن این دم ار دلت شیدا نیست | کین باقی عمر را بقا پیدا نیست ۳۰

از هرزه بهر درے نمی باید تاخت | با نیک و بد زمانه باید ساخت
از طاسک چرخ و کعبتین تقدیر | هر نقش که پیدا شود آن باید باخت ۳۱

این کوزه چو من عاشق زارے بودست | در بند سر زلف نگارے بودست
این دسته که در گردن او مے بینی | دستیست که بر گردن یارے بودست ۳۲

پیش از من و تو لیل و نهارے بودست | گردنده فلک ز بهر کارے بودست
زنهار قدم بخاک آهسته نهی | کان مردمک چشم نگارے بودست ۳۳

بتخانه و کعبه خانهٔ بندگیست | ناقوس زدن ترانهٔ بندگیست
زنار و کلیسیا و تسبیح و صلیب | حقا که همه نشانهٔ بندگیست ۳۴

بر لوح نشان بودنیها بوده است | پیوسته قلم ز نیک و بد آسوده است
اندر تقدیر هرچه بایست بداد | غم خوردن و کوشیدن ما بیهوده است ۳۵

با هر بد و نیک راز نتوانم گفت | کوته سخنم دراز نتوانم گفت
حالے دارم که شرح نتوانم داد | رازی دارم که باز نتوانم گفت ۳۶

با بادرم قلب سنگیر د جفت | جاره دیب خرابا ته با پاک برفت ۳۷

پیری ز خرابات برون آمد و گفت | می خور که بعمرهاے باید خفت
با حکم قضا بجز رضا در نگرفت | با خلق بجز روے و ریا در نگرفت

۳۸ هر حیله که در تصور عقل آید | کردیم و لیکن با قضا در نگرفت
بیگانه اگر وفا کند خویش منست | ور خویش خطا کند بد اندیش منست

۳۹ گر زهر موافقت کند تریاک ست | ور نوش مخالفت کند نیش منست
پر خون ز فراق جگرے نیست که نیست | شیداے تو صاحب نظرے نیست که نیست

۴۰ با آنکه نداری سر سوداے کسے | سوداے تو در هیچ سرے نیست که نیست
تا هشیارم طرب ز من پنهان است | چون مست شدم در خردم نقصان است

۴۱ حالیست میان مستی و هشیاری | من بنده آنکه زندگانی آنست
ترکیب پیاله که درهم پیوست | بشکستن آن کجا روا دارد مست

۴۲ چندین سر و پاے نازنین و کف دست | از مهر چه ساخت و بکین چه شکست
ترس اجل و وهم فنا مستی تست | ورنه ز فنا شاخ بقا خواهد رست

۴۳ تا از دم عیسوی شدم زنده بجان | مرگ آید از در چو من دست بشست
چون لاله بنوروز قدح گیر بدست | با لاله رخے اگر ترا فرصت هست

۴۴ مے نوش بخرمی که این چرخ کبود | ناگاه ترا چو باد گرداند پست
چون کار نه بر مراد ما خواهد رفت | اندیشه جهد ما کجا خواهد رفت

۴۵ پیوسته نشسته ایم از حسرت آنکه | دیر آمده ایم و زود بباید رفت
جانم ز بهر گنه این ماتم چیست | وز خوردن غم فائده بیش و کم چیست

۴۶ آنرا که گنه نکرد غفران نبود | غفران ز براے گنه آمد غم چیست
در پرده اسرار کسے را ره نیست | زین تعبیه جان هیچ کس آگه نیست

۴۷ جز در دل خاک تیره منزلگه نیست | افسوس که این فسانها کوته نیست
در عالم بیوفا که منزلگه ماست | بسیار بجستیم لقباسی که مراست

۴۸ چون روے تو ماه نیست روشن گشتم | چون قد تو سرو نیست میگوییم راست
در صومعه و مدرسه و دیر و کنشت | ترسند ز دوزخ اند و جویاے بهشت

۴۹ آنکس که ز اسرار خدا با خبر است | زین تخم در اندرون خود هیچ نکشت

دنیا دیدی و هرچه دیدی هیچ است / وان نیز که گفتی و شنیدی هیچ است
سرتاسر آفاق دویدی هیچ است / وان نیز که در خانه خزیدی هیچ است ۵۰

در خواب بدم مرا خردمندی گفت / کز خواب کسی را گل شادی نشکفت
کاری چه کنی که با اجل باشد جفت / می خور که بزیر خاک می باید خفت ۵۱

دل سر حیات اگر کماهی دانست / در موت هم اسرار الهی دانست
اکنون که تو با خودی ندانستی هیچ / فردا که ز خود روی چه خواهی دانست ۵۲

روزیکه شود اذا السماء انفطرت / و انجم که شود اذا النجوم انکدرت
من دامن تو بگیرم اندر عرصات / گویم صنما بای ذنب قتلت ۵۳

سر از همه ناکسان نهان باید داشت / راز از همه ابلهان نهان باید داشت
بنگر که بجای مردمان خود چه کنی / چشم از همه مردمان نهان باید داشت ۵۴

ساقی چو زمانه در شکست من و تست / دنیا نه سرا چه نشست من و تست
گر زانکه میان من و تو جام میست / میدان بیقین که حق بدست من و تست ۵۵

عمری بگل و باده بسر بگذشت / یک کار من از دو جهان راست نگشت
از می چو نشد هیچ مرادی حاصل / از هرچه گذشتیم گذشتیم گذشت ۵۶

می در کف من نه که دلم در تابست / وین عمر گریز پای چون سیمابست
برخیز که بیداری دولت خوابست / دریاب که آتش جوانی آبست ۵۷

با کافر عشقیم و مسلمان دگر است / ما مور بتسبیح و سلیمان دگر است
از ما رخ زرد و جامهٔ کهنه طلب / بازار چه قصب فروشان دگر است ۵۸

می خوردن و شاد بودن آیین منست / فارغ بودن ز کفر و دین دین منست
گفتم بعروس دهر کابین تو چیست / گفتا دل خرم تو کابین منست ۵۹

نی لایق مسجدم نه درخور کنشت / ایزد داند گل مرا از چه سرشت
چون کافر درویشم و چون قحبهٔ زشت / نی دین و نه دنیا و نه امید بهشت ۶۰

رفتست بسنگ خاره تهی مانده است / جز بانگ میان تهی ازو هیچ نخاست
رو به صفتست و خواب خرگوش دهد / آشوب پلنگ دارد و گرگ دغاست ۶۱

هر سبزه که در کنار جوئی رستست / گوئی ز لب فرشته خوئی رستست ۶۲

هان بر سر سبزه پا بخواری ننهی — کان سبزه ز خاک لاله روئی رستست

۶۳

هر دل که درو نور محبت بسرشت — گر ساکن مسجد است وگر ز اهل کنشت
در دفتر عشق هر که را نام نوشت — آزاد ز دوزخ است وفارغ ز بهشت

۶۴

یکجرعهٔ می ز ملک کاوس به است — وز تخت قباد وملکت طوس به است
هر ناله که عاشقی بر آرد به سحر — از نعرهٔ زاهدان سالوس به است

۶۵

هر چند که از گناه بدبختم وزشت — نومید نیم چو بت پرستان کنشت
اما سحری که میرم از مخموری — می خواهم ومعشوقه چه دوزخ چه بهشت

۶۶

می خوردن من نه از برای طرب است — نز بهر فساد وترک دین وادب است
خواهم که ز بیخودی بر آرم نفسی — می خوردن ومست بودنم زین سبب است

۶۷

گویند که دوزخی بود مردم مست — قولیست خلاف دل درو نتوان بست
گر عاشق ومست دوزخی خواهد بود — فردا باشد بهشت همچون کف دست

۶۸

گویند مخور باده که شعبان نه رواست — نه نیز رجب که آن مه خاص خداست
شعبان ورجب ماه خدا هست ورسول — ما در رمضان خوریم کان خاصهٔ ماست

۶۹

آمد رمضان وسیم باده برفت — دور می ناب وراح ساده برفت
هر باده که داشتیم ناخورده بماند — هر قحبه که یافتیم ناگاده برفت

۷۰

این کهنه رباط را که عالم نام است — آرامگه ابلق صبح وشام است
بزمیست که وامانده صد جمشید است — گوریست که تکیه گاه صد بهرام است

۷۱

اکنون که گل سعادتت پربار است — دست تو ز جام می چرا بیکار است
می خور که زمانه دشمن غدار است — دریافتن روز چنین دشوار است

۷۲

آن قصر که بهرام درو جام گرفت — آهو بره کرد وشیر آرام گرفت
بهرام که گور میگرفتی به کمند — دیدی که چگونه گور بهرام گرفت

۷۳

ابر آمد وباز بر سر سبزه گریست — بی بادهٔ ارغوان نمی باید زیست
این سبزه که امروز تماشاگه ماست — تا سبزهٔ خاک ما تماشاگه کیست

۷۴

امروز که آدینه مر اورا نام است — می نوش کن از قدح چه جای جاست
هر روز اگر یکقدح می خوردی — امروز دو خور که سید الایام است

آن باده که قابل صورهاست بذات — گاهی حیوان همی شود گاه نبات

۷۵ تا ظن نبری که هست گردد هیهات — موصوف بذاتست اگر نیست صفات

از آتش این طائفه جز دودی نیست — وز هیچ کسم امید بهبودی نیست

۷۶ دستی که ز دست چرخ بر سر دارم — در دامن هر که میزنم سودی نیست

آنکس که بجملگی تو تکیه بدوست — گر چشم خرد باز کنی دشمن اوست

۷۷ آن به که درین زمانه کم گیری دوست — با اهل زمانه صحبت از دور نکوست

ای بیخبر این شکل مجسم هیچ است — وین طارم نه سپهر ارقم هیچ است

۷۸ خوش باش که در نشیمن کون و فساد — وابستهٔ یکدمیم و آن هم هیچ است

با مطرب و می حور سرشتی گر هست — با آب روان کنار کشتی گر هست

۷۹ به زین مطلب دوزخ فرسوده متاب — حقا که جز این نیست بهشتی گر هست

پیری ز خرابات برون آمد مست — سجاده بدوش و کاسهٔ باده بدست

۸۰ گفتم شیخا ترا چه حال آمد پیش — گفتا می خور که کار عالم باد است

چون بلبل مست راه در بستان یافت — روی گل و جام باده را خندان یافت

۸۱ آمد بزبان حال در گوشم گفت — دریاب که عمر رفته را نتوان یافت

خیام تنت بخیمهٔ ماند راست — سلطان روح است و منزلش دار فناست

۸۲ فراش اجل ز بهر دیگر منزل — ویران کند این خیمه چو سلطان برخاست

خیام که خیمه‌های حکمت میدوخت — در کورهٔ غم فتاد و ناگاه بسوخت

۸۳ مقراض اجل طناب عمرش ببرید — دلال قضا برایگانش بفروخت

در فصل بهار با بت حور سرشت — یک کوزهٔ می اگر بود بر لب کشت

۸۴ هرچند بنزد عام بد باشد این — از سگ بترم اگر کنم یاد بهشت

در جام طرب بادهٔ گلرنگ خوشست — با نغمهٔ عود و نالهٔ چنگ خوشست

۸۵ زاهد که خبر ندارد از جام شراب — دور از بر ما هزار فرسنگ خوشست

دوران جهان بی می و ساقی خوش نیست — بی زمزمهٔ نای عراقی خوش نیست

۸۶ هرچند در احوال جهان می نگرم — حاصل همه عشرتست باقی خوش نیست

۸۷ دریاب که از روح جدا خواهی رفت — در پردهٔ اسرار خدا خواهی رفت

مے خور کہ ندانی از کجا آمدہ | خوش باش ندانی کہ کجا خواہی رفت
رفتن چو حقیقت ست پس بودن چیست | راہ طمع محال پیمودن چیست
۸۸ جائیکہ بمصلحت نخواہند گذاشت | فارغ ز سفر بودن و آسودن چیست

عمریست کہ مداحی مے ورد منست | و اسباب بہشت ہر چہ در گرد منست
۸۹ زاہد اگر استاد تو عقلست اینجا | خوش باش کہ استاد تو شاگرد منست

فاسق خوانند مردمانم پیوست | من بیگنہم خیال شان بر من بست
۹۰ بر من بخلاف شرع اے اہل صلاح | جز خمر و لواطہ و زنا جرم نہ است

گر در پے شہوت و ہوا خواہی رفت | از من خبرت کہ بینوا خواہی رفت
۹۱ بنگر چہ کسی و از کجا آمدہ | میدان کہ چہ میکنی کجا خواہی رفت

گردون کمرے ز عمر فرسودۂ ماست | جیحون اثرے ز چشم پالودۂ ماست
۹۲ دوزخ شررے ز رنج بیہودۂ ماست | فردوس دمے ز وقت آسودۂ ماست

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجاست | تاریک دلم نور و صفائے تو کجاست
۹۳ ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشی | این مزد بود لطف و عطائے تو کجاست

من ہیچ ندانم کہ مرا آن کہ سرشت | کرد اہل بہشت خوب یا دوزخ زشت
۹۴ جامے و بتے و بربطے بر لب کشت | این ہر سہ مرا نقد و ترا نسیہ بہشت

من مے نخورم و مخالفان از چپ و راست | گویند مخور بادہ کہ دین را اعداست
۹۵ چون دانستم کہ مے عدوے دینست | واللہ بخورم خون عدو را کہ رواست

نیکی و بدی کہ در نہاد بشر است | شادی و غمی کہ در قضا و قدر است
۹۶ با چرخ مکن حوالہ کاندر رہ عقل | چرخ از تو ہزار بار بیچارہ تر است

تیریکہ اجل کشد سپر بایست | زین کشمکش زیم و زر با ہیچست
۹۷ چندانکہ بہر نسے نگارہا در نگرم | نیکیست کہ نیکست دگر با ہیچست

ہر دل کہ درو مایۂ تجرید کم است | بیچارہ ہمہ عمر ندیم ندم است
۹۸ جز خاطر فارغ کہ نشاطے دارد | باقی ہمہ ہر چہ ہست اسباب غم است

ہر کو طربے ز عقل و در دل می کاشت | یک روز ز عمر خویش ضایع نگذاشت
۹۹ یا در طلب رضائے یزدان کوشید | یا راحت خود گزید و ساغر برداشت

یزدان چو گل وجود ما را آراست — دانست ز فعل ما چه خواهد برخاست
بی حکمش نیست هر گناهی که مراست — پس سوختن قیامت از بهر چه خواست ١٠٠

یکهفته شراب خورده باشی پیوست — هان تا ندهی بروز آدینه ز دست
در مذهب ما شنبه و آدینه یکیست — جبار پرست باش نه روز پرست ١٠١

یارب تو کریمی و کریمی کرم است — عاصی ز چه رو برون ز باغ ارم است
با طاعتم ار ببخشی آن نیست کرم — با معصیتم اگر ببخشی کرم است ١٠٢

هش دار که روزگار شور انگیز است — ایمن منشین که تیغ دوران تیز است
در کام تو گر زمانه لوزینه نهد — زنهار فرو مبر که زهر آمیز است ١٠٣

هر جا که گلی و لاله زاری بوده است — از سرخی خون شهریاری بوده است
هر برگ بنفشه کز زمین می روید — خالیست که بر رخ نگاری بوده است ١٠٤

می لعل مذاب ست و صراحی کانست — جسم است پیاله و شرابش جانست
آن جام بلورین که ز می خندانست — اشکیست که خون دل درو پنهانست ١٠٥

می نوش که عمر جاودانی اینست — خود حاصلت از دور جوانی اینست
هنگام گل ست و مل و یاران سرمست — خوش باش دمی که زندگانی اینست ١٠٦

می خور که بزیر گل بسی خواهی خفت — بی مونس و بی حریف و بی همدم و جفت
زنهار بکس مگو تو این راز نهفت — هر لاله که پژمرده نخواهد بشگفت ١٠٧

گویند مرا چو سور با حور خوش است — من میگویم که آب انگور خوش است
این نقد بگیر و دست از آن نسیه بدار — کآواز دهل شنیدن از دور خوش است ١٠٨

دل گفت مرا علم لدنی هوس است — تعلیم بکن اگر ترا دسترس است
گفتم که الف گفت دگر هیچ مگو — در خانه اگر کس است یک حرف بس است ١٠٩

چون آمدنم نبد بروز نخست — وین رفتن بی مراد عزمیست درست
برخیز و میان ببند ای ساقی چست — کاندوه جهان بمی فرو خواهم شست ١١٠

تا چند زنم بروی دریا خشت — بیزار شدم ز بت پرستان کنشت
خیام که گفت دوزخی خواهد بود — که رفت بدوزخ و که آمد به بهشت ١١١

بر چهرهٔ گل نسیم نوروز خوش است — در صحن چمن روی دل افروز خوش است ١١٢

از دی که گذشت هرچه گویی خوش نیست — خوش باش و ز دی مگو که امروز خوش است
برخیز و بده باده چه جای سخن است — کامشب دهن تنگ تو روزی من است

١١٣ مارا چو رخ خویش مے گلگون ده — کین توبهٔ من چو زلف تو پر شکن است
بر تر ز سپهر خاطرم روز نخست — لوح و قلم و بهشت و دوزخ می جست

١١٤ پس گفت مرا معلم از رای درست — لوح و قلم و بهشت و دوزخ با تست
آنرا که بر نهال تحقیق نرست — زان نیست که او نیست درین راه درست

١١٥ هر کس زده است دست در شاخے نیست — امروز چو دی شناس و فردا چو نخست
اکنون که جهان را بخوشی دست رس است — هر زنده دلے را سوے صحرا هوس است

١١٦ بر هر شاخے طلوع موسی دستیست — در هر نفسے خروش عیسی نفسیست
ای وای بر ان دل که درو سوزے نیست — سودازدهٔ مهر دلفروزے نیست

١١٧ روزے که تو بے عشق بسر خواهی برد — ضایع تر از ان روز ترا روزے نیست
از باد صبا دلم چو بوے تو گرفت — مارا بگذاشت جست و جوے تو گرفت

١١٨ اکنون ز منش هیچ نمے آید یاد — بوے تو گرفته بود خوے تو گرفت
با باده نشین که ملک محمود این است — وز چنگ شنو که لحن داؤد این است

١١٩ از آمده و رفته دگر یاد مکن — حالے خوش باش زانکه مقصود این است
ده عقل و ز نه رواق و ز هشت بهشت — هفت اخترم از شش جهت این نامه نوشت

١٢٠ کز پنج حواس و چار ارکان و سه روح — ایزد بدو عالم چو تو یکتا نه سرشت
دیریست که صد هزار عیسی دیدست — طوریست که صد هزار موسی دیدست

١٢١ قصریست که صد هزار قیصر بگذشت — طاقیست که صد هزار کسری دیدست
سیم ارچه نمایهٔ خرد مند است — بے سیم ترا باغ جهان زندانست

١٢٢ از دست تهی بنفشه سر بر زانوست — وز کیسهٔ زر دهان گل خندانست
بس خون کسان که چرخ بیباک بریخت — بس گل که بر آمد از گل و پاک بریخت

١٢٣ بر حسن و جوانی ای پسر غره مشو — بس غنچهٔ ناشگفته بر خاک بریخت
جز حق حکمے که را نشاید نیست — هستی که ز حکم او برون آید نیست

١٢٤ هر چیز که هست آن چنان می باید — آنچیز که آنچنان نمی باید نیست

۱۲۵

این گنبد لاجوردی و زرّین طشت — بسیار بگشتست و دگر خواهد گشت

یکچند ز اقتضای دوران قضا — ما نیز چو دیگران رسیدیم و گذشت

۱۲۶

وارنده چو ترکیب طبائع آراست — از بهر چه اوفگندش اندر کم و کاست

گر نیک آمد شکستن از بهر چه بود — ور نیک نیامد این صور عیب کراست

۱۲۷

با دشمن و دوست فعل نیکو نیکوست — بد کی کند آنکه نیکیش عادت و خوست

با دوست چو بد کنی شود دشمن تو — با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست

۱۲۸

در چشم محققان چه زیبا چه زشت — منزلگه عاشقان چه دوزخ چه بهشت

پوشیدن بیدلان چه اطلس چه پلاس — زیر سر عاشقان چه بالین چه خشت

۱۲۹

بسیار بگشتیم بگرد در و دشت — اندر همه آفاق بگشتیم بگشت

از کس نشنیدیم که آمد زین راه — راهی که برفت راهرو باز گشت

۱۳۰

آباد خرابات ز می خوردن ماست — خون دو هزار توبه در گردن ماست

گر من نکنم گناه رحمت که کند — رحمت همه موقوف گنه کردن ماست

۱۳۱

این هستی تو هستی هستی دگرست — وین مستی تو مستی مستی دگرست

رو سر بگریبان تفکر در کش — کین دست تو آستین دستی دگرست

۱۳۲

از فصل عقان بهیچ و در ساغر هیچ — از خلد و سقر بگذر و در کوثر هیچ

دستار قصب بباده بفروش و مترس — کم کن قصبی بس طرقی بر سر هیچ

۱۳۳

بنگر ز جهان چه طرف بربستم هیچ — وز حاصل عمر چیست در دستم هیچ

شمع طربم ولی چو بنشستم هیچ — من جام جمم ولی چو بشکستم هیچ

۱۳۴

چون جان بلب آمد چه لشتاپور و چه بلخ — پیمانه چه پر شود چه شیرین و چه تلخ

می نوش که بعد از من و تو ماه بسی — از سلخ بغره آید از غره بسلخ

۱۳۵

ای عارض تو نهاده بر نسرین طرح — روی تو فگنده بر بتان چین طرح

دی غمزهٔ تو داده بشه بابل را — اسپ و رخ و فیل و بیدق و فرزین طرح

۱۳۶

این قافلهٔ عمر عجب میگذرد — دریاب دمی که از طرب میگذرد

ساقی غم فردای حریفان چه خوری — پیش آر پیاله را که شب میگذرد

۱۳۷

آنکس که زمین و چرخ و افلاک نهاد — بس داغ که او بر دل غمناک نهاد

بسیار لب چو لعل و ز لفین چو مشک
در طبل زمین و حقه خاک نهاد

ای بیخبران عشوهٔ دنیا مخرید
چون از همه حالهاے او باخبرید

۱۳۸ وین عمر عزیز خویش بد هید بباد
تا ن یار طلب کنید وین باده خورید

ای همنفسان مرا ز مے قوت کنید
وین روے چو کهربا چو یاقوت کنید

۱۳۹ چون مرده شوم بمے بشوئید مرا
وز چوب رزم تختهٔ تابوت کنید

آنروز که توسن فلک زین کردند
و آرایش مشتری و پروین کردند

۱۴۰ این بود نصیب ما ز دیوان قضا
ما را چه گنه قسمت ما این کردند

افسوس که نان پخته خامان دارند
اسباب تمام ناتمامان دارند

۱۴۱ چشم خوش ترکان تماشا دلست
تلکیست که شاگرد و غلامان دارند

اکنون که دم ز عمر محروم نشد
کم بود ز اسرار که مفهوم نشد

۱۴۲ چون نیک همی بنگرم از روے خرد
عمرم بگذشت و هیچ معلوم نشد

آنقوم که سجاده پرستند خرند
زیرا که بزیر بار سالوس درند

۱۴۳ وین از همه طرفه تر که در پردهٔ زهد
اسلام فروشند و ز کافر بترند

آنکس که گنه بنزد او سهل بود
این نکته بگوید آنکه او اهل بود

۱۴۵ علم ازلی علت عصیان کردن
نزدیک حکیم غایت جهل بود

آورد باضطرارم اول بوجود
جز حیرتم از حیات چیزے نفزود

۱۴۶ رفتیم باکراه وندانیم چه بود
زین آمدن و رفتن و بودن مقصود

از لغزش جرم ما چو بجا گنه رود
از آتش سینه آیم از سر گذرد

۱۴۷ لیکن چو شکسته بنده چون توبه کند
مخدوم بلطف خویش از سر گذرد

آنها که خلاصه جهان ایشانند
بر اوج فلک براق فکرت رانند

۱۴۸ در معرفت ذات تو مانند فلک
سرگشته و سرنگون و سرگردانند

ایزد به بهشت وعده با ما میکرد
پس در دو جهان حرام چون رواے کرد

۱۴۹ شخصے ز عرب با فه حمزه مے کرد
پیغمبر ما حرام بروے کرد

اکنون که ز خوشدلی بجز نام نماند
یک همدم پخته جز مے خام نماند

دست طرب از ساغر مے باز مگیر
امروز که در دست بجز جام نماند

ای بس که نباشیم و جهان خواهد بود — نی نام ز ما و نی نشان خواهد بود

زین پیش نبودیم و نبد هیچ خیال — ۱۵۰ — زین پس چو نباشیم و همان خواهد بود

آنها که جهان زیر قدم فرسودند — و اندر طلبش هر دو جهان پیمودند

آگاه نمیشوم که ایشان هرگز — ۱۵۱ — زین حال چنانکه هست آگه بودند

افسوس که سرمایه ز کف بیرون شد — وز دست اجل بسی جگرها خون شد

کس نامد از آنجهان که پرسم از وی — ۱۵۲ — کاحوال مسافران عالم چون شد

این جمع اکابر که مناصب دارند — از غصه و غم ز جهان خود بیزارند

و آنکس که اسیر حرص چون ایشان نیست — ۱۵۳ — زین طرفه که آدمیش می نشمارند

این چرخ جفا پیشهٔ عالی بنیاد — هرگز گره کار کسی را نگشاد

هرجا که دلی دید که داغی دارد — ۱۵۴ — داغ دگری بر سر آن داغ نهاد

افسوس که نامهٔ جوانی طی شد — وین تازه بهار شادمانی طی شد

آن مرغ طرب که نام او بود شباب — ۱۵۵ — فریاد ندانم که کی آمد کی شد

با این دو سه نادان که جهان دارانند — از جهل که دانای جهان ایشانند

خوشباش که خورمی ایشان بمثل — ۱۵۶ — هر کو نه خرست کافرش میدانند

پیوسته خرابات ز رندان خوشباد — در دامن زهد زاهدان آتش باد

آن دلق بصد پاره و آن صوف کبود — ۱۵۷ — افتاده بزیر پای دردی کش باد

تا چند اسیر رنگ و بو خواهی شد — چند از پی هر زشت و نکو خواهی شد

گر چشمهٔ زمزمی و گر آب حیات — ۱۵۸ — آخر بدل خاک فرو خواهی شد

تا یار شراب جانفزایم ندهد — صد بوسه فلک بر سر و پایم ندهد

گویند که توبه کن اگر وقت آید — ۱۵۹ — چون توبه کنم تا که خدایم ندهد

چون مرده شوم خاک مرا گم سازید — و احوال مرا عبرت مردم سازید

خاک تن من بباده آغشته کنید — ۱۶۱ — وز کالبدم خشت سر خم سازید

هنگام اگرچه خرگه چرخ کبود — زد خیمه و در بست در گفت و شنود

چون شکل حباب باده در جام وجود — ۱۶۲ — ساقی ازل هزار خیام نمود

خوش باش که غصه بیکران خواهد بود — ۱۶۳ — بر چرخ قران اختران خواهد بود

خشتی که ز قلب تو خواهند زدن | ایوان سرای دیگران خواهد بود
خرم دل آنکسی که معروف نشد | در جبه و دراعه و در صوف نشد
۱۶۳ سیمرغ صفت بعرش پرواز کرد | در کنج خرابهٔ جهان بوم نشد

حال گل و مل باده پرستان دانند | نه تنگدلان و تنگدستان دانند
۱۶۴ از بیخبری بیخبران معذورند | ذوقیست درین شیوه که مستان دانند
در میکده جز بمی وضو نتوان کرد | وان نام که زشت شد نکو نتوان کرد
۱۶۵ خوش باش که این پردهٔ مستوری ما | بدریده چنان شد که رفو نتوان کرد

دادم بامید روزگاری بر باد | تا بود ز روزگار خود روزی شاد
۱۶۶ زان میترسم که روزگارم ندهد | چندانکه ز روزگار بستانم داد
در عالم جان بهوش میباید بود | در کار جهان خموش می باید بود
۱۶۷ تا چشم و زبان و گوش بر جا باشد | بیچشم و زبان و گوش می باید بود

در دهر هر آنکه نیم نانی دارد | از بهر نشست آشیانی دارد
۱۶۸ نه خادم کس بود نه مخدوم کسی | گو شاد بزی که خوش جهانی دارد
در ملک تو از طاعت من هیچ فزود | وز معصیتی که رفت نقصانی بود
۱۶۹ بگذار و بگیر چونکه معلومم شد | گیرندهٔ دیری و گذارندهٔ زود

دستی چو منی که جام و ساغر گیرد | حیف ست که او دفتر و منبر گیرد
۱۷۰ تو زاهد خشکی و منم فاسق تر | آتش شنیده ام که در تر گیرد
در دهر کسی بگلعذاری نرسید | تا بر دلش از زمانه خاری نرسید
۱۷۱ در شانه نگر که تا بصد شاخ نشد | دستش بسر زلف نگاری نرسید

در دست همیشه آب انگورم باد | در سر هوس بتان چون حورم باد
۱۷۲ گویند مرا که ایزدت توبه دهاد | او خود بدهد من نکنم دورم باد
رفتیم ز ما زمانه آشفته بماند | با آنکه ز صد گهر یکی سفته نماند
۱۷۳ افسوس که صد هزار معنی دقیق | از بیخردی خلق ناگفته بماند

روزیست خوش و هوا نه گرمست و نه سرد | ابر از رخ گلزار همی شوید گرد
۱۷۴ بلبل بزبان حال با گل زرد | فریاد همی زند که می باید خورد

١٧٥
زان پیش که غمهات شبیخون آرند
فرمای که تا باده گلگون آرند
تو زر نه ای اے غافل نادان که ترا
در خاک نهند و باز بیرون آرند

١٧٦
از آمدنم نبود گردون را سود
وز رفتن من جاه و جلالش نفزود
وز هیچکسے نیز دو گوشم نشنود
کین آمدن و رفتنم از بهر چه بود

١٧٧
سرت همه دانائے فلک میداند
کو موے بموے و رگ برگ میداند
گیرم که بزرق خلق را بفریبی
با او چه کنی که یک بیک میداند

١٧٨
سودا زده را باده پر و بال بود
می پر رخ خاتون خرد و خال بود
ماه رمضان باده نخوردیم و برفت
بارے شب عید ماه شوال بود

١٧٩
شب نیست که عقل در تحیر نشود
وز گریه کنار من پر از در نشود
پر می نشود کاسه سر از سودا
هر کاسه که سرنگون بود پر نشود

١٨٠
طبعم بنماز و روزه چون مائل شد
گفتم که مراد کلیم حاصل شد
افسوس که آن وضو ببادے بشکست
وان روزه به نیم جرعهٔ می باطل شد

١٨١
طبعم همه با روے چو گل پیوندد
دستم همه با ساغر مل پیوندد
از هر جزوے نصیب خود بردارم
زان پیش که جزوهم بکل پیوندد

١٨٢
عشقے که مجازی بود آبش نبود
چون آتش نیم مرده تابش نبود
عاشق باید که ماه و سال و شب و روز
آرام و قرار و خورد و خوابش نبود

١٨٣
عمرت تا کے بخود پرستی گذرد
یا در پے نیستی و هستی گذرد
مے نوش که عمرے که اجل در پی اوست
آن به که بخواب یا بمستی گذرد

١٨٤
قومے ز گزاف در غرور افتادند
واندر طلب حور و قصور افتادند
معلوم شود چو پردها بردارند
کز کوے تو دور دور دور افتادند

١٨٥
گویند بهشت و حور عین خواهد بود
وانجا می ناب و انگبین خواهد بود
گر ما می و معشوقه پرستیم رواست
چون عاقبت کار همین خواهد بود

١٨٦
گر باده بکوه بر زنی رقص کند
ناقص بود آنکه باده را نقص کند
از باده مرا توبه چه میفرمائی
روحیست که او تربیت شخص کند

١٨٧
گه گه دل من درین قفس تنگ آید
از همرهی آب و گلش ننگ آید

گفتم که مگر بشکنم این زندان را — پایم ز رکاب شرع بر سنگ آید
گویند که ماه رمضان گشت پدید — من بعد بگرد باده نتوان گردید
۱۸۸ در آخر شعبان بخورم چندان می — کاندر رمضان مست بیفتم تا عید

گر شربت عیش صاف باشد گه درد — گر پوشش ما پلاش باشد گه برد
۱۸۹ اینها همه سهل است بر مرد عاقل — این واقعه سهل است که می باید مرد

کس مشکل اسرار ازل را نگشاد — کس یکقدم از نهاد بیرون ننهاد
۱۹۰ من مینگرم ز مبتدی تا استاد — عجز است بدست هر که از مادر زاد

کم کن طمع جهان که باشی خرسند — از نیک و بد زمانه بگسل پیوند
۱۹۱ خوش باش چنانکه هست این دور فلک — هم بگذرد و نماند این دوری چند

کس را پس پردهٔ قضا راه نشد — وز سر قدر هیچ کس آگاه نشد
۱۹۲ هفتاد و دو سال فکر کردم شب و روز — معلوم نگشت و قصه کوتاه نشد

گویند بحشر گفتگو خواهد بود — وان یار عزیز تند خو خواهد بود
۱۹۳ از خیر محض جز نکوئی ناید — خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود

می خور که ز دل کثرت و قلت ببرد — و اندیشهٔ هفتاد و دو ملت ببرد
۱۹۴ پرهیز مکن ز کیمیائی که از او — یکمن بخوری هزار علت ببرد

می گرچه حرام است ولی تا که خورد — وانگاه چه مقدار و دگر با که خورد
۱۹۵ هرگاه که این سه شرط شد راست بگو — گر می نخورد مردم دانا که خورد

من باده بجام یکمنی خواهم کرد — خود را بدو جام می غنی خواهم کرد
۱۹۶ اول سه طلاق عقل و دین خواهم داد — پس دختر رز را بزنی خواهم کرد

من می خورم و هر که چو من اهل بود — می خوردن او نزد خدا سهل بود
۱۹۷ می خوردن من حق ز ازل میدانست — گر من نخورم علم خدا جهل بود

میخواره اگر غنی بود عور شود — وز عربده اش جهان پر از شور شود
۱۹۸ در حقهٔ لعل زان زمرد ریزم — تا دیدهٔ افعی غمم کور شود

نابرده بصبح در طلب شامی چند — ننهاده ز خود گذشتن برون گامی چند
۱۹۹ در کسوت خاص آمده عامی چند — بدنام کنندهٔ نکونامی چند

وقتی که طلوع صبح ازرق باشد | باید که بکف جام مروق باشد
گویند که حق تلخ بود در افواه | باید که بدین دلیل می حق باشد ۲۰۰

وقتست که از سبزه جهان آراید | موسی صفتان ز شاخ کف بنماید
عیسی صفتان زخاک بیرون آیند | وز چشم سحاب چشمها بگشاید ۲۰۱

یاران تا نهی بر تن خود غصه و درد | آنجا که کسی سیم سفید و زر زرد
زان پیش که گرد و نفس گرم تو سرد | با دوستی بخور که دشمنت خواهد خورد ۲۰۲

هر جرعه که ساقیش بجام افشاند | در دیده گرم آتش غم بنشاند
سبحان الله ز باده می پنداری | آبی که ز صد درد دلت برهاند ۲۰۳

زاهد بکرم ترا چو ما نشناسد | بیگانه ترا چو آشنا نشناسد
گفتی که گنه کنی بدوزخ برسدت | این را بکسی گو که ترا نشناسد ۲۰۴

یاران چو باتفاق میعاد کنید | خود را بجمال یکدگر شاد کنید
ساقی چو می مغانه بر کف گیرد | بیچاره فلان را بدعا یاد کنید ۲۰۵

یکروز ز فلک کار مرا ساز نداد | هرگز بسوی من دمی خوش آواز نداد
یکروز دمی ز شادمانی نزدم | کان روز بدست صد غمم باز نداد ۲۰۶

یکسان بود و نزد تو اگر شود حال بمرد | در کوزه شکسته دهم آب سرد
بشنو سخنم از دو سه جرعه بباید | با تندستی چون دو سه جرعه بباید کرد ۲۰۷

تا زهره و مه در آسمان گشت پدید | بهتر ز می لعل کسی هیچ ندید
من در عجبم ز می فروشان کایشان | به زانچه فروشند چه خواهند خرید ۲۰۸

آنانکه محیط فضل و آداب شدند | در جمع کمال شمع اصحاب شدند
ره زین شب تاریک نبردند برون | گفتند فسانه و در خواب شدند ۲۰۹

هر صبح که روی لاله شبنم گیرد | بالای بنفشه در چمن خم گیرد
انصاف مرا ز غنچه خوش می آید | کو دامن خویشتن فراهم گیرد ۲۱۰

گر دوش ز سحاب نسترن می ریزد | گویی که شکوفه در چمن می ریزد
در جام چو سوسن می گلگون ریزم | کز ابر بنفشه گون سمن می ریزد ۲۱۱

پیرانه سرم عشق تو در دام کشید | ورنه ز کجا دست من و جام نبید ۲۱۲

آن توبه که عقل داد جانان بشکست … وان جامه که صبر دوخت ایام درید
آن عمر که نیم کز عدم بیم آید … آن بیم مرا خوشتر ازین بیم آید
جانیست مرا بعاریت داده خدا … ۲۱۳ تسلیم کنم چو وقت تسلیم آید

اجرام که ساکنان این ایوانند … اسباب تردد خردمندانند
هان تا سر رشتهٔ خرد گم نکنی … ۲۱۴ کانان که مدبرند سرگردانند

آنها که فلک زینت دهر آرایند … آیند و روند و باز با دهر آیند
در دامن آسمان و در جیب زمین … ۲۱۵ خلقیست که تا خدا نمیرد زایند

آنها که اسیر عقل و تمییز شدند … در حسرت هست و نیست ناچیز شدند
رو باخبران و آب انگور گزین … ۲۱۶ کاین بیخبران بغوره مویز شدند

آن عقل که در راه سعادت پوید … روزی صد بار خود ترا می گوید
دریاب تو این یکدمه وقتت که نه ای … ۲۱۷ آن تره که بدروند دیگر روید

ماه رمضان برفت شوال آمد … هنگام نشاط و عیش و قوال آمد
آمد گه آنکه خیکها اندر دوش … ۲۱۸ گویند که پشت پشت حمال آمد

یاران موافق همه از دست شدند … در پای اجل یگان یگان پست شدند
بودند بیک شراب در مجلس عمر … ۲۱۹ دوری دو سه پیشتر ز ما مست شدند

آنانکه بکهنه و بنو موصوفند … در ره بکف آب و دو نان موقوفند
گویند که شبلی و جنید هم همه … ۲۲۰ شبلی بدلی در کرخی معروفند

تا خاک مرا بقالب آمیخته اند … بس فتنه که از خاک برانگیخته اند
من بهتر ازین نمی توانم بودن … ۲۲۱ کز بوته مرا چنین برون ریخته اند

آنها که کشندهٔ نبید ناب اند … وانها که بشب مدام در محراب اند
بر خشک کسی نیست همه در آب اند … ۲۲۲ بیدار یکیست دیگران در خواب اند

از آب عدم تخم مرا کاشته اند … از آتش غم روح من افراشته اند
سرگشته چو باد صبدم گرد جهان … ۲۲۳ تا خاک من از جای بر داشته اند

چون نیست درین زمانه سودی ز خرد … جز بیخرد از زمانه بهره نبرد
پیش آور از آنکه او خرد را ببرد … ۲۲۴ تا بو که زمانه سوی ما بنگرد

۲۲۵
چون شاهد روح خانه پرداز شود
هر جنس باصل خویشتن باز شود
این ساز وجود چار ابریشم طبع
از زخمهٔ روزگار بی ساز شود

۲۲۶
آنها که بکفر و در معنی سفتند
در ذات خدا و نو سخنها گفتند
واقف چو نگشتند به اسرار فلک
اول زنخی زدند و آخر خفتند

۲۲۷
این خلق همه خران با افسوس اند
پر مشغله و میان تهی چون کوس اند
خواهی که کفِ پای ترا می بوسند
خوش نام بزی که بندهٔ ناموس اند

۲۲۸
روزی که جزای هر صفت خواهد بود
قدر تو بقدر معرفت خواهد بود
در حسن صفت کوش که در روز جزا
حشر تو بصورت صفت خواهد بود

۲۲۹
آن کاسه گری که کاسه سرها کرد
در کاسه گری صفات خود پیدا کرد
بر خوانِ وجود ما نگون کاسه نهاد
وان کاسهٔ سر نگون پر از سودا کرد

۲۳۰
از واقعهٔ ترا خبر خواهم کرد
وان را بدو حرف مختصر خواهم کرد
با عشق تو در خاک فرو خواهم شد
با مهر تو سر ز خاک بر خواهم کرد

۲۳۱
دل چراغ غنیمتست که نور از رخ دلبر گیرد
در پیکر او نقش زندگی از سر گیرد
صفت شمع به پروانه وی باید گفت
کین همدمیست که با سوختگان در گیرد

۲۳۲
جانم بفدای آنکه او اهل بود
سر در قدمش اگر نهم سهل بود
خواهی که بدانی بیقین دوزخ را
دوزخ بجهان صحبت نااهل بود

۲۳۳
خورشید کمند صبح بر بام افکند
کیخسرو روز باده در جام افکند
می خور که منادی سحرگه خیزان
آوازهٔ اشربوا در ایام افکند

۲۳۴
یاران بموافقت چو میعاد کنید
باید که ز دوست یاد بسیار کنید
چون بادهٔ خوشگوار نوشید بهم
نوبت چو بما رسد نگونسار کنید

۲۳۵
چندان کرم و لطف ز آغاز چه بود
وان داشتنم در طرب و ناز چه بود
اکنون همه در رنج و غم سوختنی
آخر چه گناه کرده ام باز چه بود

۲۳۶
آنها که اساس کار بر زرق نهند
آیند و میان جان و تن فرق نهند
بر فرق نهم خم می را پس از این
گر همچو خرد سه اره بر فرق نهند
آنها که درآمدند در جوش شدند
آشفتهٔ ناز و طرب و نوش شدند

خوردند پیاله و خاموش شدند ۔ در خاک ابد جمله هم آغوش شدند

۲۳۸
فردا که نصیب نیکبختان بخشند ۔ قسمی بمن رند پریشان بخشند
گر نیک آییم مرا از ایشان شمرند ۔ ور بد باشم مرا بایشان بخشند

۲۳۹
از گردش روزگار بهره برگیر ۔ بر تخت طرب نشین بکف ساغر گیر
از طاعت و معصیت خدا مستغنیست ۔ باری تو مراد خود ز عالم برگیر

۲۴۰
افلاک که جز غم نفزایند دگر ۔ ننهند بجا تا نربایند دگر
نا آمدگان اگر بدانند که ما ۔ از دهر چه میکشیم نایند دگر

۲۴۱
از بودنی ای دوست چه داری تیمار ۔ وز فکرت بیهوده دل و جان افگار
خرم تو بزی جهان بشادی گذران ۔ تدبیر نه با تو کرده اند اول کار

۲۴۲
این اهل قبور خاک گشتند و غبار ۔ بیخود شده و بیخبر اند از همه کار
هر ذره ز هر ذره گرفتند کنار ۔ آه این چه سرابست که تا روز شمار

۲۴۳
ای دل همه اسباب جهان خواسته گیر ۔ باغ طربت بسبزه آراسته گیر
وانگاه بر آن سبزه شبی چون شبنم ۔ بنشسته و بامداد برخاسته گیر

۲۴۴
سنت مکن و فریضهٔ حق بگذار ۔ وان لقمه که داری ز کسان باز مدار
غیبت مکن و مجوی کس را آزار ۔ هم وعدهٔ آن جهان منم باده بیار

۲۴۵
از گردش این زمانهٔ دون پرور ۔ با صد غم و درد می برم عمر بسر
چون غنچه بگذار از جهان با دل تنگ ۔ چون لاله ز باغ دهر با خون جگر

۲۴۶
ایام جوانیست شراب اولی تر ۔ با خوش پسران بادهٔ ناب اولی تر
این عالم فانی چو خرابست بآب ۔ از باده در او مست و خراب اولی تر

۲۴۷
ای در طلب تو عالمی در شر و شور ۔ درپیش تو درویش و توانگر همه عور
ای با همه در حدیث و گوش همه کر ۔ وی با همه در حضور و چشم همه کور

۲۴۸
با سفله نشسته خوشه و بی عقل و وفا ۔ زنهار مخور باده که رنج آرد بار
بد مستی و شور و عربده در شب عیش ۔ درد سر و عذرخواهیش روز خمار

۲۴۹
چون قسمت تو ز اختر آنکه بود او قرار ۔ چندین ز پی مراد دل رنج مدار
هان تا ننهی بر دل خود چندین بار ۔ بگذاشتنی و گذشتنی است آخر کار

جانان مے صاف نامشوش میخور   بربط و بتان نغز دلکش می خور
مے خون رز است و رز ترا میگوید   خون بر تو حلال کرده ام خوش میخور ۲۵۰

دلتنگ شوی بکوے بنگ بخور   یا یک منکی باده گلرنگ بخور
صوفی شده این نخوری آن نخوری   در خورد تو سنگ است برو سنگ بخور ۲۵۱

دی کوزه گرے بدیدم اندر بازار   بر تازه گلے لگد همی زد بسیار
وان گل بزبان حال با وی میگفت   من همچو تو بوده ام مرا نیکو دار ۲۵۲

یکجرعه مے از مملکت جم خوشتر   بوے قدح از غذاے مریم خوشتر
آه سحری ز سینهٔ خمارے   از نالهٔ بوسعید و ادهم خوشتر ۲۵۳

در دائرهٔ سپهر ناپیدا غور   جامیست که جمله را چشانند بدور
نوبت چو بدور تو رسد آه مکن   مے نوش بخوشدلی که دور است بجور ۲۵۴

گر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار   زین کهنه سرا برون برندت ناچار
گر بادشهی و گر گدائے بازار   این هر دو بیک نرخ بود آخر کار ۲۵۵

ادرا خواهی ز زن و فرزند ببر   مردانه در آ ز خویش پیوند ببر
هر چیز که هست بند راه است ترا   با بند چگونه ره روے بند ببر ۲۵۶

ایدل چو حقیقت جهان هست مجاز   چندین چه خوری تو غم ازین رنج دراز
تن را بقضا سپار و با درد بساز   کین رفته قلم ز بهر تو ناید باز ۲۵۷

از جملهٔ رفتگان این راه دراز   باز آمده کو که با کو گوید راز
زنهار درین سراچه از روے نیاز   چیزے نگذاری که نمی آئی باز ۲۵۸

این چرخ که با کسے نمیگوید راز   کشته است بظلم هزار محمود و ایاز
مے خور که بکس عمر دوباره ندهد   هر کس که شد از جهان نمی آید باز ۲۵۹

اے بهتر دوران عالم فیروز   دانی که چه وقت می بود روح افروز
یکشنبه دوشنبه و سه شنبه و چهار   پنجشنبه و آدینه و شنبه شب و روز ۲۶۰

اے خوش پسر غمزه گر رنگ آمیز   بنشین و هزار فتنه بنشان و بخیز
تو حکم همی کنی که در رسن سنگر   این حکم چنان بود که کج دار و مریز ۲۶۱

با تو بخرابات اگر گویم راز   به زانکه بمحراب کنم بی تو نماز ۲۶۲

ای اول و آخر همه خلقان تو
خواهی تو مرا بسوز و خواهی بنواز

یا مردم پاکباز و عاقل آمیز
از نااهلان هزار فرسنگ گریز

گر زهر دهد ترا خردمند بنوش
ور نوش دهد ز دست نااهل بریز

یا رب بود هم پرده از عالم راز
تا بو که رسیم من از نشیب به فراز

اینجا چو نیافتیم کسی محرم راز
زان در که درآمدیم بیرون رفتیم باز

حکمی که از او محال باشد پرهیز
فرموده و امر کرده کز وی بگریز

آنگاه میان امر و نهیش عاجز
درمانده جهانیان که کج دار و مریز

رفتند و ز رفتگان یکی نامد باز
تا با تو بگوید سخن از پرده راز

کارت ز نیاز میگشاید نه نماز
بازیچه بود نماز بی صدق و نیاز

رو بر سر افلاک جهان خاک انداز
می میخور و گرد خوبرویان می تاز

چه جای عبادت و چه جای نماز
کز جمله رفتگان یکی نامد باز

گر گوهر طاعتت نسفتم هرگز
گرد گنه از چهره نرفتم هرگز

نومید نیم ز بارگاه کرمت
زیرا که یکی را دو نگفتم هرگز

کردیم دگر شیوه رندی آغاز
تکبیر همی زنیم بر پنج نماز

هر جا که صراحی است ما را بینی
گردن چو صراحی سوی آن کرده دراز

ما لعبتگانیم و فلک لعبت باز
از روی حقیقتی نه از روی مجاز

بازیچه همی کنیم بر نطع وجود
رفتیم بصندوق عدم یک یک باز

می پرسیدی که چیست این نقش مجاز
گر برگویم حقیقتش هست دراز

نقشیست پدید آمده از دریایی
وانگاه شده بقعر آن دریا باز

با عاشق و آشفته و مستیم امروز
در کوی مغان باده پرستیم امروز

از هستی خویشتن بکلی رستیم
پیوسته بمحراب الستیم امروز

معشوق که عمر بسش چو عمر باد دراز
امروز بخو تلطفی کرد آغاز

بر چشم من انداخت دمی چشم و برفت
یعنی که نکویی کن و در آب انداز

لب بر لب کوزه بردم از غایت آز
تا زو طلبم واسطه عمر دراز

لب بر لب من نهاد و می گفت براز
می خور که بدین جهان نمی آیی باز

در کتم عدم خفته بدم گفتی خیز / دارد بجهان دور جهان شور انگیز
۲۷۵
واکنون که بفرمان توام حیرانم / القصه جهان دار که گه دارد و مریز

ای واقف اسرار ضمیر همه کس / در حالت عجز دستگیر همه کس
۲۷۶
یارب تو مرا توبه ده و عذر پذیر / ای توبه ده و عذر پذیر همه کس

مرغی دیدم نشسته بر باره طوس / در پیش نهاده کله کیکاوس
۲۷۷
با کله همی گفت که افسوس افسوس / کو بانگ جرسها و کجا ناله کوس

از حادثه زمانه آینده مپرس / وز هرچه رسد چو نیست پاینده مپرس
۲۷۸
این یکدم نقد را غنیمت میدان / از رفته میندیش و ز آینده مپرس

آغاز و دوان گشتن آن زرین طاس / وانجام خرابی چنین نیک اساس
۲۷۹
دانسته نمیشود بمعیار عقول / سنجیده نمیشود بمقیاس قیاس

پندی دهمت اگر بمن داری گوش / از بهر خدا جامه تزویر مپوش
۲۸۰
عقبی همه ساعتست و دنیا یکدم / از بهر دمی ملک ابد را مفروش

تا چند کنم عرضه نادانی خویش / بگرفت دل من از پریشانی خویش
۲۸۱
زنار بمغانه بر میان خواهم بست / دانی زچه از ننگ مسلمانی خویش

خیام اگر زباده مستی خوش باش / با لاله رخی اگر نشستی خوش باش
۲۸۲
چون آخر کار نیست خواهی بودن / انگار که نیستی چو هستی خوش باش

در کارگه کوزه گری رفتم دوش / دیدم دو هزار کوزه گویا و خموش
۲۸۳
ناگاه یکی کوزه برآورد خروش / کو کوزه گر و کوزه خر و کوزه فروش

سرمست بمیخانه گذر کردم دوش / پیری دیدم مست و سبوئی بر دوش
۲۸۴
گفتم ز خدا شرم نداری ای پیر / گفتا کرم از خداست رو باده بنوش

می را که خضر خجسته دارد پاسش / واب حیاتست و منم الیاسش
۲۸۵
من قوت دل و قوت روحش خوانم / چون گفت خدا منافع للناسش

وگر چه حرامست مدامش منیوش / با [illegible] تمامش منیوش
۲۸۶
جامی [illegible] گرفت دست [illegible] / یکقطره زپا کن و تمامش منیوش
[illegible] در دین کم [illegible] / از [illegible] تو دارم [illegible] پیش

۲۸۷ چه کفر و چه اسلام چه طاعت چه گناه — مقصود تویی بهانه بردار از پیش
یک یک سر موی من دگر ده و ده بخش — هر جرم که رفت حسبته لله بخش

۲۸۸ از باد و هوا آتش کین را مفروز — ما را بسر خاک رسول الله بخش
غم چند خوری ز کار ناآمده پیش — رنجست نصیب مردم دوراندیش

۲۸۹ خوش باش و جهان تنگ مکن بر دل خویش — کز خوردن غم قسمتنا نگردد کم و بیش
جامیست که عقل آفرین می زندش — صد بوسه ز مهر بر جبین می زندش

۲۹۰ این کوزه‌گر دهر چنین جام لطیف — می سازد و باز بر زمین می زندش
می در قدح الصفا چه جانیست لطیف — در کالبد شیشه روانیست لطیف

۲۹۱ لایق نبود هیچ گران همدم من — جز ساغر باده کان گرانیست لطیف
ای چرخ فلک نه نان شناسی نمک — پیوسته مرا بسینه سازی چو سمک

۲۹۲ از چرخ زنی دو شخص پوشیده شود — پس چرخ زنی به از نوای چرخ فلک
گر گل نبود نصیب ما خار اینک — در نور بما نرسد نار اینک

۲۹۳ در سبحه و سجاده و شیخی نبود — ناقوس و کلیسیا و زنار اینک
گر صلح نیابم ز فلک جنگ اینک — در نام نکو نیا شدم ننگ اینک

۲۹۴ جام می لعل ارغوان رنگ اینک — آنکس که نمیخورد دم و سنگ اینک
هین صبح دمید و دامن شب شد چاک — برخیز و صبوح کن چرائی غمناک

۲۹۵ می نوش دلا که صبح بسیار دمد — او روی بما کرده و ما رو بخاک
از آتش آخرت نمیداری باک — در آب ندامت نشدی هرگز پاک

۲۹۶ چون باد اجل چراغ عمرت بکشد — ترسم که ترا ز ننگ نپذیرد خاک
این صورت کون جمله نقشست و خیال — عارف نبود هر که ندارد این حال

۲۹۷ بنشین قدح باده بنوش و خوش باش — فارغ شو ازین نقش و خیالات محال
با سرو قدی تازه‌تر از خرمن گل — از دست مده جام می و دامن گل

۲۹۸ زان پیش که ناگه شود از باد اجل — پیراهن عمر تو چو پیراهن گل
در سر مگذار هیچ سودای محال — می خور همه سال ساغر مالامال

۲۹۹ با دختر رز نشین و عیشی میکن — دختر بحرام به که مادر بحلال

عشقی بکمال و دلربایی بجمال — دل پر سخن و زبان ز گفتن شده لال

۳۰۰ زین نادره تر که دید یارب بجهان — من تشنه و پیش من روان آب زلال

می برکف من نه و بر آور غلغل — با نالهٔ عندلیب و صورت بلبل

۳۰۱ بی نغمه اگر روا بدی می خوردن — می از سر شیشه می نکردی قلقل

اسرار حقیقت نشود حل بسوال — نه نیز به درباختن نعمت و مال

۳۰۲ تا جان نکنی و خون نخوری پنجه سال — از قال ترا ره ننمایند بحال

از جرم حضیض خاک تا اوج زحل — کردم همه مشکلات گردون را حل

۳۰۳ بیرون جستم ز بند هر مکر و حیل — هر بند گشاده شد مگر بند اجل

تا کی ز ابد حدیث و تا کی ز ازل — بگذشت ز اندازهٔ من علم و عمل

۳۰۴ هنگام طرب شراب را نیست بدل — هر مشکل را شراب گرداند حل

از خالق کردگار و از رب رحیم — نومید مشو بجرم عصیان عظیم

۳۰۵ گر مست و خراب مرده باشی امروز — فردا بخشد بر استخوان های رمیم

ای چرخ ز گردش تو خرسند نیم — آزادم کن که لایق بند نیم

۳۰۶ گر میل تو با بیخرد و نادانست — من نیز چنان اهل خردمند نیم

ای مفتی شهر از تو پرکار تریم — با این همه مستی از تو هشیار تریم

۳۰۷ تو خون کسان خوری و ما خون رزان — انصاف بده کدام خونخوار تریم

آن به که بجام باده دلشاد کنیم — وز آمده و گذشته کم یاد کنیم

۳۰۸ وین عاریتی روان زندانی را — یک لحظه ز بند عقل آزاد کنیم

آن لحظه که از اجل گریزان گردم — چون برگ ز شاخ عمر ریزان گردم

۳۰۹ عالم بنشاط دل بغربال کنیم — زان پیش که خاک خاک بیزان گردم

این چرخ فلک که ما در او حیرانیم — فانوس خیال از او مثالی دانیم

۳۱۰ خورشید چراغدان و عالم فانوس — ما چون صوریم کاندر او گردانیم

از آب و گل سرشتهٔ من چه کنم — وین پشم و قصب تو رشتهٔ من چکنم

۳۱۱ هر نیک و بدی که آید از تو بوجود — تو بر سر من نوشتهٔ من چه کنم

۳۱۲ ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم — وین یکدم عمر را غنیمت شمریم

فردا که ازین دیر کهن درگذریم … با هفت هزار سالگان همسفریم
بی باده مباش تا توانی یکدم … کز باده شود عقل و دل و دین خرم

۳۱۳ ابلیس اگر باده بخوردی یکدم … کردی دو هزار سجده پیش آدم
برخیز و بکوب پای تا دست زنیم … یکدم ز لقای نرگس سرمست زنیم

۳۱۴ در بیت زدن ذوق ندارد چندان … ذوق عجب آن بود که در شست زنیم
برخود در کام و آرزو در بستم … وز منت هر ناکس و کس وارستم

۳۱۵ جز دوست چو کس نیست که گیرد دستم … من دانم و او چنانکه هستم هستم
پیوسته ز گردش فلک غمگینیم … با طبع خسیس خویشتن در کینیم

۳۱۶ نقلی نه که از سر جهان برخیزم … شغلی نه که فارغ ز جهان بنشینیم
بر مفرش خاک خفتگان می‌بینم … در زیر زمین نهفتگان می‌بینم

۳۱۷ چندانکه بصحرای عدم می‌نگرم … ناآمدگان و رفتگان می‌بینم
با رحمت تو من از گنه نندیشم … با توشهٔ تو ز رنج ره نندیشم

۳۱۸ گر لطف توام سفید رو گرداند … یک ذره ز نامهٔ سیه نندیشم
تا ظن نبری که از جهان می‌ترسم … وز مردن و از رفتن جان می‌ترسم

۳۱۹ مردن چو حقیقتست زان باکم نیست … چون نیک نزیستم از آن می‌ترسم
تا چند اسیر عقل هر روزه شویم … در دهر چه صدساله چه یکروزه شویم

۳۲۰ در ده تو بکاسه می از آن پیش که ما … در کارگه کوزه‌گران کوزه شویم
تا چند ملامتم کنی ای زاهد خام … ما رند و خراباتی و مستیم مدام

۳۲۱ تو در غم تسبیح و ریا و تلبیس … ما با می و معشوقه مدامیم بکام
با نفس همیشه در نبردم چه کنم … وز کردهٔ خویشتن بدردم چه کنم

۳۲۲ گیرم که ز من درگذرانی بکرم … زان شرم که دیدی که چه کردم چه کنم
ما تا من و تو چو پرگاریم … سر گرچه دو کرده‌ایم یکتن واریم

۳۲۳ بر نقطه روانیم کنون دائره‌وار … تا آخر کار سر بهم باز آریم
چون نیست مقام ما درین دهر مقیم … پس بی می و معشوق خطائیست عظیم

۳۲۴ تا کی ز قدیم و محدث ای مرد حکیم … چون من رفتم جهان چه محدث چه قدیم

در مسجد اگرچه با نیاز آمده‌ام | حقا که نه از بهر نماز آمده‌ام
۲۲۵
روزی اینجا سجاده‌ای دزدیدم | آن کهنه شدست باز باز آمده‌ام

دیگر غم این گردش گردون نخوریم | جز باده ناب صاف گلگون نخوریم
۲۲۶
گر خون جهانست و جهان خونی ما | ما خون دل خویش خود چون نخوریم

در عشق تو صد گونه ملامت بکشم | ور بشکنم این عهد غرامت بکشم
۲۲۷
گر عمر وفا کند جفاهای ترا | باری کم از آنکه تا قیامت بکشم

در دایره وجود دیر آمده‌ایم | وز پایه مردمی بزیر آمده‌ایم
۲۲۸
چون عمر نه بر مراد ما میگذرد | ای کاش سر آید که بسیر آمده‌ایم

دنیا چو فناست من بجز فن نکنم | جز یاد نشاط و می روشن نکنم
۲۲۹
گویند مرا که ایزدت توبه دهاد | او خود ندهد ور بدهد من نکنم

در پای اجل چو من سرافگنده شوم | در دست اجل چو مرغ پرکنده شوم
۲۳۰
زنهار گلم بجز صراحی مکنید | باشد که ز بوی می دمی زنده شوم

زینگونه که من کار جهان می‌بینم | عالم همه رایگان بران می‌بینم
۲۳۱
سبحان الله بهر چه در مینگرم | ناکامی خویش اندر آن می‌بینم

صبح است و دمی بر گل رنگین بزنیم | وین شیشه نام و ننگ بر سنگ زنیم
۲۳۲
دست از امل دراز خود باز کشیم | در زلف دراز و دامن چنگ زنیم

گر من گنه روی زمین کردستم | عفو تو امید است که گیرد دستم
۲۳۳
گفتی که بروز عجز دستت گیرم | عاجز تر ازین مخواه کاکنون هستم

گر من ز می مغانه مستم هستم | ور کافر و گبر و بت پرستم هستم
۲۳۴
هر طائفه‌ای بمن گمانی دارند | من زان خودم چنانکه هستم هستم

هشیار نبوده‌ام دمی تا هستم | امشب شب قدرست و من امشب مستم
۲۳۵
لب بر لب جام و سینه بر سینهٔ خم | تا روز بگردن صراحی دستم

من ظاهر نیستی و هستی دانم | من باطن هر فراز و پستی دانم
۲۳۶
با این همه از دانش خود شرمم باد | گر مرتبه‌ای ورای مستی دانم

من باده خورم ولیک مستی نکنم | الا بقدح دراز دستی نکنم

وان عمر عزیز که بی مستی چه بود — تا همچو تو خویشتن پرستی نکنم
محرم هستی گر با تو گویم یک دم — کز اوّل کار خود چه بود ست آدم

۴۳۸
محنت زده سرشته اند ز گل غم — یکچند جهان بخورد و برداشت قدم
ما جامه نمازی به لب خم کردیم — خود را به یکی لعل چه مردم کردیم

۴۳۹
در کوی خرابات نگر بتوان یافت — آن عمر که در صومعه‌ها گم کردیم
مقصود ز جمله آفرینش مائیم — در چشم خرد جوهر بینش مائیم

۴۴۰
این دائره جهان چو انگشتری است — بی هیچ شکی نقش نگینش مائیم
ما گرچه ز خود دمی طربناک شدیم — در پایه قدر زدن بر سر افلاک شدیم

۴۴۱
آخر همه ز آلایش تن پاک شدیم — از خاک برآمدیم و با خاک شدیم
من در رمضان روزه اگر میخوردم — تا ظن نبری که بیخبر میخوردم

۴۴۲
از محنت روزه روز من چون شب بود — پنداشته بودم که سحر میخوردم
هرگز بطرب شربت آبی نخوریم — تا از کف اندوه شرابی نخوریم

۴۴۳
نانی نزنیم در نمک هیچ گهی — تا از جگر خویش کبابی نخوریم
هر روز زنگاه در خرابات شوم — همراه قلندران طامات شوم

۴۴۴
چون عالم سر خفیات توئی — توفیقم ده تا بمناجات شوم
یکچند غم ایام نداریم خوشیم — گر چاشت بود شام نداریم خوشیم

۴۴۵
چون پخته بما همی رسد از مطبخ — از کس طمع خام نداریم خوشیم
یک روز ز بند عالم آزاد نیم — یکدم زدن از وجود خود شاد نیم

۴۴۶
شاگردی روزگار کردم بسیار — در کار جهان هنوز استاد نیم
یکدست بمصحفیم و یکدست بجام — گه نزد حلالیم و گهی نزد حرام

۴۴۷
مائیم درین گنبد فیروزه رخام — نی کافر مطلق نه مسلمان تمام
از من بر مصطفی رسانید سلام — وانگاه بگوئید باعزاز تمام

۴۴۸
کای سید هاشمی چرا دوغ ترش — در شرع حلالست و مثلث حرام
از من بر خیام رسانید سلام — وانگاه بگوئید که خامی خیام

۴۴۹
من کی گفتم که می حرامست ولی — بر پخته حلالست و بر خام حرام

دشمن بغلط گفت که من فلسفیم — ایزد داند که آنچه او گفت نیم
۳۵۰ لیکن چو درین غم آشیان آمده‌ام — آخر کم از آن که من بدانم که کیم

چندانکه ز خود نیست ترم هست ترم — هر چند بلند پایه تر پست ترم
۳۵۱ زین طرفه تر آنکه از شراب هستی — هر لحظه که هشیار ترم مست ترم

گل گفت که من یوسف مصر چمنم — یاقوت گران مایه پر زر دهنم
گفتم چو تو یوسفی نشانی بنمای — گفتا که بخون غرق نگر پیرهنم

۳۵۲ یکچند بکودکی باستاد شدیم — یکچند باستادی خود شاد شدیم
پایان سخن شنو که ما را چه رسید — از خاک بر آمدیم و بر باد شدیم

۳۵۳ پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم — آسوده در آمدیم و غمناک شدیم
۳۵۴ بودیم ز آب دیده در آتش دل — دادیم بباد عمر و در خاک شدیم

در جستن جام جم جهان پیمودیم — روزی ننشستیم و شبی نغنودیم
۳۵۵ ز استاد چو وصف جام جم بشنودیم — خود جام جهان نمای جم من بودیم

فرزین صفتا کرست غمهات شدم — از اسپ پیاده از جفاهات شدم
۳۵۶ از بازی فیل و شاه چون درماندیم — رخ بر رخ تو نهاده‌ام مات شدم

ایزد چو نخواست آنچه من خواسته‌ام — کی گردد راست آنچه من خواسته‌ام
۳۵۷ گر جمله صواب است که او خواسته است — پس جمله خطاست آنچه من خواسته‌ام

هنگام گلست اختیاری نه کنم — وانگه به خلاف شرع کاری نه کنم
۳۵۸ با سبزه خطان و لاله رخ روز چنین — بر سبزه نه بر لاله زاری بکنم

تا ظن نبری که من بخود موجودم — یا این ره خون خوار بخود پیمودم
۳۵۹ این بود نبود من نه بود او بود — من خود که بدم کجا بدم کی بودم

من بی می ناب زیستن نتوانم — بی باده کشید بار تن نتوانم
۳۶۰ من بندهٔ آن دم که ساقی گوید — یک جام دگر بگیر و من نتوانم

ای گشته شب و روز جهان گردان — اندیشه نمیکنی تو از روز گران
۳۶۱ آخر نفسی ببین و باز ای بخود — تا یا هم چگونه میکنند باد گران

۳۶۲ ای آنکه توئی خلاصهٔ کون و مکان — بگذار دمی وسوسهٔ سود و زیان

یک جام می ساقی باقی بستان — تا باز رهی از غم این هر دو جهان
از گردش این دائرهٔ بی پایان — برخورداری دو نوع مردم رادان
۳۴۳ یا با خبری تمام از نیک و بدش — یا بیخبری از خود و از کار جهان
احوال جهان بر دلم آسان میکن — و افعال بدم ز خلق پنهان میکن
۳۴۴ امروز خوشم بدار و فردا با من — آنچه از کرمت سزد بجا آن میکن
آنرا که وقوفست بر احوال جهان — شادی و غم و رنج بر وشد یکسان
۳۴۵ چون نیک و بد جهان بسر خواهد شد — خواهی تو بدرد باش و خواهی درمان
برخیز و مخور غم جهان گذران — خوش باش و دمی بشادمانی گذران
۳۴۶ در طبع جهان اگر وفائی بودی — نوبت بتو خود نیامدی از دگران
بشنو ز من ای زبدهٔ یاران کهن — اندیشه مکن زین فلک بیسر و بن
۳۴۷ بر گوشهٔ عرصهٔ قناعت بنشین — بازیچهٔ چرخ را تماشا میکن
تا بتوانی خدمت رندان میکن — بنیاد نماز و روزه ویران میکن
۳۴۸ بشنو سخن راست ز خیام ای دوست — می میخور و ره میزن و احسان میکن
حق جان جهانست و جهان جمله بدن — و اصناف ملائکه حواس این تن
۳۴۹ افلاک و عناصر و موالید اعضا — توحید همین است و دگرها همه فن
دی شیشه ز سر صدق دمساز دل من — در میکده آن روح فزای دل من
۳۵۰ جامی بمن آورد که بستان و بخور — گفتم نخورم گفت برای دل من
خواهی بنهد پیش تو گردون گردن — کار تو بود همیشه جان پروردن
۳۵۱ همچون سنت اعتقاد باید کردن — می خوردن و اندوه جهان ناخوردن
در عالم خاک از کران تا بکران — چندانکه نظر کنند صاحب نظران
۳۵۲ حاصل ز جهان هیو فا چیزی نیست — الا می لعل و عارض خوش پسران
می بر لب جوی با نگاری موزون — من بودم و ساغر شراب گلگون
۳۵۳ در پیش نهاده صرفه کو گهرش — نوبت زن صبح صادق آید بیرون
شرمت ناید از ین تباهی کردن — زین ترک او امر و نواهی کردن
گیرم که سراسر این جهان ملک تو شد — جز آنکه رها کنی چه خواهی کردن

رندی دیدم نشسته بر خنگ زمین　　نه کفر و نه اسلام و نه دنیا و نه دین
نه حق نه حقیقت نه شریعت نه یقین　　اندر دو جهان کرا بود زهره این ۳۷۵

قومی متفکرند در مذهب و دین　　جمعی متحیرند در شک و یقین
ناگاه منادیی بر آید ز کمین　　کای بیخبران راه نه آنست و نه این ۳۷۶

گاویست در آسمان و نامش پروین　　یک گاو دگر نهفته در زیر زمین
چشم خردت گشای چون اهل یقین　　زیر و زبر دو گاو مشتی خر بین ۳۷۷

گویند برای که کمتر خور از این　　آخر بچه عذر بر ندارم سر از این
عذرم رخ یار و باده صبحدم است　　انصاف بده چه عذر روشن تر از این ۳۷۸

گر بر فلکم دست بدی چون یزدان　　برداشتمی من این فلک را ز میان
از نو فلکی دگر چنان ساختمی　　کازاده بکام دل رسیدی آسان ۳۷۹

مسکین دل دردمند دیوانه من　　هشیار نشد ز عشق جانانه من
روزی که شراب عاشقی میدادند　　در خون جگر زدند پیمانه من ۳۸۰

می خوردن و گرد نیکوان گردیدن　　به زانکه بزرق و زاهدی ورزیدن
گر عاشق و مست دوزخی خواهد بود　　پس روی بهشت کس نخواهد دیدن ۳۸۱

نتوان دل شاد را بغم فرسودن　　وقت خوش خود بسنگ محنت سودن
در دهر که داند که چه خواهد بودن　　می باید و معشوق و بکام آسودن ۳۸۲

بشکست بنام نیک مشهور شدن　　عار است ز جور چرخ رنجور شدن
خمار ببوی آب انگور شدن　　به زانکه بزهد خویش مغرور شدن ۳۸۳

یارب بدل اسیر من رحمت کن　　بر سینه غم پذیر من رحمت کن
بر پای خرابات رو من بخشای　　بر دست پیاله گیر من رحمت کن ۳۸۴

یارب ز قبول و رد دوم بازرهان　　مشغول خودت کن ز خودم بازرهان
تا هشیارم زنیک و بد بیدانم　　مستم کن و از نیک و بدم بازرهان ۳۸۵

زین گنبد گرد دیده بد افعالی بین　　وز رفتن دوستان جهان خالی بین
تا بتوانی تو یک نفس خرم باش　　فردا منگر دمی مطلب حالی بین ۳۸۶

چون حاصل آدمی در این شورستان　　جز خوردن غصه نیست یا کندن جان ۳۸۷

خرم دل آنکه زین جهان زود برفت
آسوده کسی که خود نیامد به جهان

بر موجب عقل زندگانی کردن
شاید کردن ولی ندانی کردن
استاد تو روزگار چابکدستست
چندان بسرت زند که دانی کردن ۳۸۸

اسرار ازل را نه تو دانی و نه من
وین حرف معما نه تو خوانی و نه من
هست از پس پرده گفتگوی من و تو
چون پرده برافتد نه تو مانی و نه من ۳۸۹

این چرخ فلک بهر هلاک من و تو
قصدی دارد بجان پاک من و تو
بر سبزه نشین بیا که بس دیر نماند
تا سبزه برون دمد ز خاک من و تو ۳۹۰

از تن چو برفت جان پاک من و تو
خشتی دو نهند بر مغاک من و تو
وانگه ز برای خشت گور دگران
در کالبدی کشند خاک من و تو ۳۹۱

آن قصر که بر چرخ همی زد پهلو
بر درگه او شهان نهادندی رو
دیدیم که بر کنگره اش فاخته
آواز همیداد که کوکو کوکو ۳۹۲

از آمدن و رفتن ما سودی کو
وز تار وجود عمر ما پودی کو
در چنبر چرخ جسم چندین پاکان
میسوزد و خاک میشود دودی کو ۳۹۳

ای آب حیات مضمر اندر لب تو
نگذار که بوسه لب ساغر لب تو
گر خون صراحی نخورم خون دلم
او خود که بود که لب نهد بر لب تو ۳۹۴

آنم که پدید گشتم از قدرت تو
صد ساله شدم بناز در نعمت تو
صد سال بامتحان گنه خواهم کرد
یا جرم منست بیش یا رحمت تو ۳۹۵

بردار پیاله و سبو ای دلجو
برگرد بگرد سبزه زار و لب جو
کین چرخ بسی قد بتان مهرو
صد بار پیاله کرد و صد بار سبو ۳۹۶

ماییم خریدار می کهنه و نو
وانگاه فروشنده عالم به دو جو
دانی که پس از مرگ کجا خواهی رفت
می پیش من آر و هر کجا خواهی رو ۳۹۷

ناکرده گناه در جهان کیست بگو
وانکس که گنه نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دهی
پس فرق میان من و تو چیست بگو ۳۹۸

یاقوت لب لعل بدخشانی کو
وان راحت روح و راح ریحانی کو
گویند حرام در مسلمانی شد
تو می خور و غم مخور مسلمانی کو ۳۹۹

۴۰۰
ای زندگی تن و توانم همه تو   جانی و دلی ای دل و جانم همه تو
تو هستی من شدی از آنی همه من   من نیست شدم در تو از آنم همه تو

۴۰۱
ای رفته بچوگان قضا همچون گو   چپ می خور و راست میرو هیچ مگو
کانکس که ترا فگند اندر تگ و پو   او داند و او داند و او داند و او

۴۰۲
در دیدهٔ تنگ مور نورست از تو   در پای ضعیف پشه زورست از تو
ذات تو سزاست مر خداوندی را   هر وصف که ناسزاست دورست از تو

۴۰۳
گر با خردی تو حرص را بنده مشو   در پای طمع خوار و سر افگنده مشو
چون آتش تیز باش چون آب روان   چون خاک بهر باد پراگنده مشو

۴۰۴
از هر چه بجز دوست کوتاهی به   می هم زکف بتان خرگاهی به
مستی و قلندری و گمراهی به   یک جرعهٔ می ز ماه تا ماهی به

۴۰۵
ای یار ز روزگار باش آسوده   واندوه زمانه کم خور از بیهوده
چون کسوت عمر تست چاک شوده   چه کرده و چه گفته و چه آلوده

۴۰۶
اے نیک نکرده و بدیها کرده   وانگاه بلطف حق تولا کرده
بر عفو مکن تکیه که هرگز نبود   ناکرده چو کرده کرده چون ناکرده

۴۰۷
اندازهٔ عمر بیش از شصت منه   هر جا که قدم نهی بجز مست منه
زان پیش که کلهٔ سرت کوزه کنند   رو کوزه ز دوش و کاسه از دست منه

۴۰۸
این چرخ چه با سیست نگون افتاده   در وی همه زیرکان زبون افتاده
در دوستی شیشه و ساغر نگرید   لب بر لب و در میانه خون افتاده

۴۰۹
ای من در میخانه بسیاست رفته   ترک بد و نیک هر دو عالم گفته
گر هر دو جهان چو گوی افتد بکوی   بر من بجوی نیست یا مستم خفته

۴۱۰
مقطوع مگر نیست که از بحر [illegible] آئیم همه   [illegible] بحر [illegible] ما آئیم همه
در حقیقت دگری نیست [illegible] همه   لیکن از گردش یک قطره جدا ایم همه

۴۱۱
تا کی غم آن خورم که دارم یا نه   وین عمر بخوشدلی گذارم یا نه
پر کن قدح باده که معلوم نیست   کاین دم که فرو برم برآرم یا نه

۴۱۲
تو در غم روزگار [illegible] بیهوده   [illegible] از غم گذشتگان یاد [illegible]

دل جز بشکر لب پریزاد مده — بی باده مباش و عمر بر باد مده
تا چند ز مسجد و نماز و روزه — در میکده ها مست شو از دریوزه

۴۱۳ خیام بخور باده که این خاک ترا — گه جام کنند و گه سبو گه کوزه
بنگر ز صبا دامن گل چاک شده — بلبل ز جمال گل طربناک شده

۴۱۴ در سایهٔ گل نشین که بسیار این گل — از خاک برآمدست و بر خاک شده
دنیا بمراد رانده گیر آخر چه — وین نامهٔ عمر خوانده گیر آخر چه

۴۱۵ گیرم که بکام دل بمانی صد سال — صد سال دگر بمانده گیر آخر چه
دانی ز چه روی اوفتادست به راه — آزادی سرو و سوسن اندر افواه

۴۱۶ این دارد ده زبان ولیکن خاموش — وان دارد صد دست ولیکن کوتاه
ساقی می خوشگوار بر دستم نه — وان باده چون نگار بر دستم نه

۴۱۷ آن می که چو زنجیر به پیچید بهم — دیوانه و هوشیار بر دستم نه
فریاد که رفت عمر بیهوده — هم لقمه حرام و هم نفس آلوده

۴۱۸ فرموده ناکرده سیه رویم کرد — فریاد ز کرده های نافرموده
من توبه کنم از همه چیز از می نه — گر جمله گزیر باشدم از وی نه

۴۱۹ آیا بود آنکه من مسلمان گردم — وین ترک می مغانه گویم هی نه
با هم بلطف تو تولا کرده — وز طاعت و معصیت تبرا کرده

۴۲۰ آنجا که عنایت تو باشد باشد — ناکرده چو کرده کرده چون ناکرده
نقشیست که بر وجود ما ریخته — صد بو العجبی ز ما بر انگیخته

۴۲۱ من زان به از این نمیتوانم بودن — کز بوته مرا چنین فرو ریخته
ای در ره بندگیت یکسان کرده — در هر دو جهان خدمت درگاه تو به

۴۲۲ گفت تو ستانی و سعادت تو دهی — یا رب تو بفضل خویش استان و بده
ای رفته و باز آمده و گم گشته — نامت ز میان مردمان گم گشته

۴۲۳ ناخن همه جمع آمده و سم گشته — ریش از پس کون آمده و دم گشته
ای بی خبر از کار جهان هیچ نه — بنیاد و بباد دست از آن هیچ نه

۴۲۴ شد حد وجود در میان دو عدم — اطراف بود و تو در میان هیچ نه

۴۲۵

هر روز بر آنم که کنم شب توبه
از جام و پیالهٔ لبالب توبه
اکنون که رسید وقت گل ترکم ده
در موسم گل ز توبه یا رب توبه

۴۲۶

از درس علوم جمله بگریزی به
واندر سر زلف دلبر آویزی به
زان پیش که روزگار خونت ریزد
تو خون صراحی بقدح ریزی به

۴۲۷

ای دل تو باسرار معما نرسی
در نکتهٔ زیرکان دانا نرسی
اینجا بمی و جام بهشتی میساز
کانجا که بهشت است رسی یا نرسی

۴۲۸

آنانکه ز پیش رفته اند ای ساقی
در خاک غرور خفته اند ای ساقی
رو باده خور و حقیقت از من بشنو
باد است هر آنچه گفته اند ای ساقی

۴۲۹

ای دل چو به بزم آن صنم بنشستی
از خویش بریدی و بخود پیوستی
از جام فنا چو جرعهٔ نوشیدی
از بود و نبودگان بکلی رستی

۴۳۰

افتاده مرا با می و مستی کار بسی
خلقم بچه میکنند ملامت بارسی
ای کاش که هر حرام مستی کردی
تا من بجهان ندیدمی هشیاری

۴۳۱

ای آنکه نتیجهٔ چهار و هفتی
وز هفت و چهار دائم اندر تفتی
می خور که هزار بار بیشت گفتم
باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی

۴۳۲

بر رهگذرم هزار جا دام نهی
گوئی که بگیرمت اگر گام نهی
یک ذره ز حکم تو جهان خالی نیست
حکمم تو کنی و عاصیم نام نهی

۴۳۳

ای آنکه حرم ذات تو عقل آگه نی
از معصیت و طاعت ما مستغنی
مستم ز گناه و از رجا هشیارم
امید برحمت تو دارم یعنی

۴۳۴

این کار جهان اگر به تقلیدستی
هر روز بجای خویشتن عیدستی
هرکس بمراد خویش دستی بزدی
گر زانکه نه این بعهد و تقلیدستی

۴۳۵

ای چرخ دلم همیشه غمناک کنی
پیراهن خرمی من چاک کنی
بادی که بمن رسد تو آتش کنی
آبی که خورم تو در دهن خاک کنی

۴۳۶

ای دل ز غبار جسم اگر پاک شوی
تو روح مجردی بر افلاک شوی
عرش است نشیمن تو شرمت بادا
کائی و مقیم خطهٔ خاک شوی

۴۳۷

ای کوزه گرا بکوش اگر هشیاری
تا چند کنی بر گل آدم خواری

انگشت فریدون و کف کیخسرو — بر چرخ نهاده چه پینداری
ای گل تو بروی دلربا میمانی — وی مل تو بلعل جانفزا میمانی

۴۳۸ ای بخت ستیزه کار هر دم با من — بیگانه تری و آشنای باقی
از مطبخ دنیا تو همه دود خوری — تا چند غمان بود و تا بود خوری

۴۳۹ دنیا که بر اهل او زیانیست عظیم — گر ترک زیان کنی همه سود خوری
آزار بدل خلق مجوی شبی — تا بر نکشند یا ربی بیم شبی

۴۴۰ بر مال و جمال خویشتن تکیه مکن — کانرا بشبی برند و این را بشبی
اوّل بخودم چو آشنا می کردی — آخر ز خودم چرا جدا می کردی

۴۴۱ چون ترک منت نبود از روز نخست — سرگشته بعالمم چرا می کردی
ای کاش که جای آرمیدن بودی — یا این ره را بسر رسیدن بودی

۴۴۲ کاش از پی صد هزار سال از دل خاک — چون سبزه امید بر دمیدن بودی
از دست عشق میکشوم فالی — ناگاه ز سوز سینه صاحب حالی

۴۴۳ میگفت خوشا کسی که در خانه او — یاریست چو ماهی و شبی چون سالی
از آمدن بهار و از رفتن دی — اوراق وجود ما همیگردد طی

۴۴۴ می خور مخور اندوه که گفتست حکیم — غمهای جهان چو زهر و تریاکش می
ای دل می و معشوق مکن در باغی — سالوس رها کن و مکن زراقی

۴۴۵ گر پیر و احدی خوری جام شراب — زان حوض که مرتضاش باشد ساقی
بر سنگ زدم دوش سبوی کاشی — سرمست بدم که کردم این اوباشی

۴۴۶ با من بزبان حال میگفت سبو — من چون تو بدم تو نیز چون من باشی
بگرفت مرا ملالت از زراقی — برخیز و سبک باده بیار ای ساقی

۴۴۷ سجاده و طیلسان بمی ساز گرو — تا بو که شود ملالت من اندر باقی
برگیر ز خود حساب اگر با خبری — کاوّل تو چه آوردی و آخر چه بری

۴۴۸ گوئی نخورم باده که می باید مرد — میباید مرد اگر خوری یا نه خوری
بگشای دری که در گشاینده توئی — بنمای رهی که ره نماینده توئی

۴۴۹ من دست بهیچ دستگیری ندهم — کاینها همه فانی اند و پاینده توئی

یا من تو ہر آنچہ گوئی از کین گوئی — پیوستہ مرا ملحد و بیدین گوئی

۴۵۰

من خود مقرم بر آنچہ ہستم لیکن — انصاف بدہ ترا رسد کین گوئی

با درد بساز تا دوائے یابی — وز رنج منال تا شفائے یابی

۴۵۱

میباش بوقت بینوائی شاکر — تا عاقبت الامر نوائے یابی

تنگے مے لعل خواہم و دیوانی — سد رمقے باید و نصف نانے

۴۵۲

وانگہ من و تو نشستہ در ویرانی — خوشتر بود از مملکت سلطانے

تا چند حدیث پنج و چار اے ساقی — مشکل چہ یکے چہ صد ہزار ای ساقی

۴۵۳

خاکیم ہمہ چنگ بساز ای ساقی — بادیم ہمہ بادہ بیار اے ساقی

تا چند ز یاسین و برات ای ساقی — بنویس بہ میخانہ برات ای ساقی

۴۵۴

روزے کہ برات ما بہ میخانہ برند — آن روز بود شب برات ای ساقی

تا در تن تست استخوان و رگ و پی — از خانۂ تقدیر منہ بیرون پی

۴۵۵

گردن منہ ار خصم بود رستم زال — منت مکش ار دوست بود حاتم طی

تا در ہوس لعل لب و جام مئی — تا در پئے آواز دف و چنگ نئی

۴۵۶

اینہا ہمہ حشو است خدا میداند — تا ترک تعلق نہ کنی ہیچ نئی

تن زن چو بزیر فلک بیباکی — مے نوش چو در عالم آفتناکی

۴۵۷

چون اول و آخرت بجز خاکے نیست — انگار کہ در خاک نہ بر خاکی

چون واقفی ای پسر ز ہر اسرارے — چندین چہ خوری بہ بیہدہ تیمارے

۴۵۸

چون می نرود باختیاری کارے — خوش باش درین نفس کہ ہستی بارے

چندانکہ نگاہ میکنم ہر سوئے — از سبزہ بہشت ست و ز کوثر جوئے

۴۵۹

صحرا چو بہشت شد ز دوزخ گوئی — بنشین بہ بہشت با بہشتی روئے

در شعبدہ خانۂ جہان بار مجوے — بشنو ز من این حدیث و زنہار مگوے

۴۶۰

با درد بساز و ہیچ درمان مطلب — با غم بنشین خرم و غمخوار مجوے

دو چیز کہ ہست مایۂ دانائی — بہتر ز ہمہ حدیث ناگو یابی

از خوردن ہر چہ ہست ناخوردن بہ — وز صحبت ہر چہ ہست بہ تنہائی

در باغ چو بد غورہ ترش اول دی — شیرین ز چہ گشت و تلخ چون آمد مے

از چوب به تیشه گر کسی کرد رباب — وز تیشه چه گوئی تو که بیساز دنی

دانی که سپیده دم خروس سحری — هر لحظه چرا همی کند نوحه گری

یعنی که نمودند در آیینهٔ صبح — ۴۶۳ کز عمر شبی گذشت و تو بیخبری

در ده می لعل لاله گون صافی — بگشای ز حلق شیشه خون صافی

کامروز برون ز جام و شیشه ترا — ۴۶۴ یک دوست که دارد اندرون صافی

در حکمت اگر ارسطو و جمهوری — در قدرت اگر چه قیصر و فغفوری

می نوش ز جام جم که گور آخر کار — ۴۶۵ گر بهرامی که عاقبت در گوری

در کارگه کوزه گری کردم رای — در پایهٔ چرخ دیدم استاده بپای

میکرد دلیر کوزه را دسته و سر — ۴۶۶ از کلهٔ پادشاه و از پای گدای

رو بیخبری گزین اگر با خبری — تا از کف مستان ازل باده خوری

تو بیخبری بیخبری کار تو نیست — ۴۶۷ هر بیخبری را نرسد بیخبری

زان پیشتر ای صنم که در رهگذری — خاک من و تو کوزه کند کوزه گری

زان کوزه می که نیست در وی ضرری — ۴۶۸ پر کن قدحی بخور بمن ده دگری

ز بیمار کنون که میتوانی باری — بردار ز خاطر عزیزی باری

کاین مملکت حسن نماند جاوید — ۴۶۹ از دست تو هم برون رود یکباری

زان پیش که از جام اجل مست شوی — از زیر لگد حادثها پست شوی

سر مایه بدست آر اینجا که حیف — ۴۷۰ سر دست نکنی اگر تهی دست شوی

سازنده کار مرده و زنده توئی — دارنده این چرخ پراگنده توئی

من گرچه بدم خواجه این بنده توئی — ۴۷۱ کس را چه گنه آفریننده توئی

ای باده تو نازی آنکه می مینائی — چندان بخورم شراب من شیدائی

کز دور هر آنکه بیند گوید — ۴۷۲ ای خواجه شراب از کجائی آئی

شیخی بزن فاحشه گفتا مستی — هر لحظه بدام دیگری پابستی

گفتا شیخا هر آنچه گوئی هستم — ۴۷۳ اما تو چنانکه می نمائی هستی

عالم همه گر [illegible] افتد بگو — [illegible]

[illegible] به خرابات [illegible] — ۴۷۴ [illegible]

گه گشته نهان ز روی کس ننمائی — گه در صور کون و مکان پیدائی
این جلوه گری بخویشتن بنمائی ۲۴۵ خود عین عیانی و خودی بینائی

گر بر دل زین بجمله آباد کنی — چندان نبود که خاطری شاد کنی
گر بنده کنی بلطف آزادی را ۲۴۶ بهتر که هزار بنده آزاد کنی

گر شادی خویشتن بدان میدانی — کآسوده دلی را بغمی بنشانی
در ماتم عقل خویش باشی همه عمر ۲۴۷ بیدار مصیبتی که عجب نادانی

گر زانکه بدست آید از می دو منی — می خور تو بهر محفل و هر انجمنی
کانکس که چنان کرد فراغت دارد ۲۴۸ از سبلت چون توئی و ریش چو منی

گر دست دهد ز مغز گندم نانی — وز می دو منی ز گوسفندی رانی
با لاله رخی نشسته در ویرانی ۲۴۹ عیشی بود این نه حد هر سلطانی

گر شهره شوی بشهر شر الناسی — گر گوشه نشین شوی همه وسواسی
به زان نبود گر خضر و الیاسی ۲۵۰ کس نشناسد ترا تو کس نشناسی

با روی معشوق و صبوح ای ساقی — از ما شود و توبه نصوح ای ساقی
تا کی خوانی قصه نوح ای ساقی ۲۵۱ پیش آر سبک راحت روح ای ساقی

نه سوی وصال تو مرا دسترسی — نه طاقت هجران تو دارم نفسی
نه زهره که با کسی بگویم این غم ۲۵۲ مشکل کاری طرفه غمی خوش هوسی

هنگام صبوح است و خروش ای ساقی — با روی نکوی میفروش ای ساقی
چه جای صلاح ست خموش ای ساقی ۲۵۳ بگذر ز حدیث و زهر نوش ای ساقی

هنگام صبوح ای صنم فرخ پی — بر ساز ترانه و پیش آور می
کافگند بخاک صد هزاران جم و کی ۲۵۴ این آمدن تیرمه و رفتن دی

هان تا ز بهشتان بدر رشتی نشوی — یا از در نیکوان بهشتی نشوی
می خور که بخوردن و بنا خوردن تو ۲۵۵ گر آنت دوزخی بهشتی نشوی

یزدان خواهم جهان دگرگون کند — و اکنون کند تا نگرم چون کند
یا نام من از جریده بیرون کند ۲۵۶ یا روزی من ز غیب افزون کند

یا رب بگشای بر من از رزق دری ۲۵۷ بی منت مخلوق رسان ما حضری

از باده چنان مست بنگهدار مرا | کز بیخبری فنا شدم در پی سری
ای سوخته سوخته سوختنی | وی آتش دوزخ از تو افروختنی

۴۸۸
تا کی گویی که بر عمر رحمت کن | حق را تو کجا و رحمت آموختنی
خوش باش که پخته اند سودای تو دی | ایمن شده از همه تمنای تو دی

۴۸۹
تو شاد بزی که بی تقاضای تو دی | دادند قرار کار فردای تو دی
گر آمدنم بمن بدی نامدمی | ور نیز شدن بمن بدی کی شدمی

۴۹۰
به زان نبدی که اندرین عالم خاک | نه آمدمی نه شدمی نه بدمی
آدم چو صراحی بود و روح چو می | قالب چو نی بود صدای دل وی

۴۹۱
دانی چه بود آدم خاکی خیام | فانوس خیالی و چراغی در وی
ای چرخ همه خسیس را چیز دهی | گرمابه و آسیا و کاریز دهی

۴۹۲
آزاده بنان شب گروگان نهند | شاید که برانچنین فلک تیز دهی
هر کوزه گری بزیر گردم گذری | از خاک همی نمود هردم هنری

۴۹۳
من دیدم اگر ندید هر بی بصری | خاک پدرم بر کف هر کوزه گری
چون جنس مرا خاصه بد اندر ساقی | صد فصل زهر کونج بر اندر ساقی

۴۹۴
چون وا ماندم بر سر خود باده دهید | در رحل خودم در گذر اندر ساقی
ای دهر بکردهای خود معترفی | در خانقه جور و ستم معتکفی

۴۹۵
نعمت بخسان دهی و زحمت بکسان | زین هر دو برون نیست خری یا خرفی
پیوسته زمهر شهوت نفسانی | این جان شریعت را همی رنجانی

۴۹۶
آگاه نه ای که آفت جان تو اند | آنها که تو در آرزوی ایشانی
ای آنکه خلاصه چهار ارکانی | بشنو سخنی از عالم روحانی

۴۹۷
دیوی و ددی و ملک و انسانی | با تست هر آنچه می نمایی آنی
خواهی که رسیده بر آرام شوی | مقبول قبول خاصه و عام شوی

۴۹۸
اندر پی افسوس و جهود و ترسا | بدگوی مباش تا نکو نام شوی
ای چرخ چه کرده ام ترا راست بگوی | پیوسته فگنده مرا در تگ و پوی

۴۹۹
نانم ندهی تا نبری کوی بکوی | آبم ندهی تا نبری آب ز روی
چندین غم بیهوده مخور شاد بزی | و اندر ره بیداد تو با داد بزی

۵۰۰
چون آخر کار این جهان نیستی است | انگار که نیستی و آزاد بزی

تمام شد

دفتر رسالہ ناول۔ امین آباد لکھنؤ مین فروخت کے لئے موجود ہین۔

تحسین پر پہلے مرتے تھے [illegible] کی ہین انگریزی کورٹ شپ۔ ٹھگون اور بغاوت دہلی کا تمام حال غدر کے متعلق عشقیہ ناولون مین اعلےٰ قیمت .... عہ ر

شاہد رعنا۔ دہلی کی ایک مسلمان تائب طوائف کی سوانح عمری۔ بقلم خود۔ حسن و عشق کی تصویرین قیمت .... عہ ر

محبوبہ فرانس - ایک مہ جبین فرانس کی نازنین کی دلچسپ کہانی۔ اوسی کی زبانی۔ دنیا کے نشیب و فراز کے تجربے۔ آفتون مین پھنسنا مصیبتین سہنا۔ لیکن عصمت کو ہاتھ سے نہ دینا بالآخر استقلال کا ثمرہ پانا اور اپنے عاشق صادق کے وصال کے مزے اٹھانا عہ ر

جذبات نادر۔ قدرتی خیالات کا سرچشمہ نیچرل جذبات کا لہراتا ہوا دریا۔ نئے رنگ نئے ڈھنگ کی شاعری کا گلدستہ۔ جسمین خاص خاص نظمین یہ ہین۔ خواب نوشین۔ نظم پروین۔ کتب بینی۔ چھیلے پہر کی کوئل۔ دریا میر [illegible] کی جنگ۔ صبح و شام کیے ہین وہ لوگ جنھین شاعری کا چسکا ہے آئین اور اس خوان نعمت کا مزہ چکھین قیمت .... ۸ ر

فرانس کا شاہزادہ جسمین حملہ روم کپتان جوناس بحری قزاق زبردست غلامون کا تاجر۔ ملکہ مریم سفیر فرانس۔ جنگ ڈبرا ٹیبر۔ قلعہ گوندرا۔ شہنشاہ جیکب شاہزادی منگلا النا۔ ہندوستان کے دار السلطنت آگرہ۔ دربار شہنشاہ اکبر اعظم۔ ملکہ حسین سلطان دارا رانا کا خون بہا۔ رانی پدم کی سہیلیان۔ رانا کا قیدی

چتوڑ کا حشر۔ سلطنت فرانس کا تاج۔ پاک محبت کی ہو بہو تصویرین مسلمانون۔ اور راجپوتون کی رزم بزم چشم دید واقعات۔ خدا کے کارخانۂ زمانہ کی نیرنگیان۔ گردش ایام کا الٹ پھیر پل مین بادشاہ پل مین فقیر ہونیکا لطف نہایت دلکش پیرایہ مین بیان کیے گئے ہین قیمت .... عہ ر

ذات شریف۔ ایک بیوقوف نوعمر نواب زادے کا (جو ابھی بقید حیات ہین) ایک پردہ قاف کی پری سے عشقبازی کرنا۔ ناول کے پیرایہ مین سچی باتون کا بیان قیمت عہ ر

شریف زادہ جسمین دکھلایا ہے کہ کیونکر ایک شخص محنت اور جانفشانی سے دنیا مین کامیابی حاصل کرتا ہے اور فکر معیشت سے فارغ ہو کر اپنا وقت دوسرون کی بھلائی مین صرف کرتا ہے یہ ناول نوجوان کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت عہ ر

طرحدار لونڈی۔ آستین کا سانپ ایک دولتمند مگر غافل گھر کا ڈھنگ اور سمجھدار اور ہوشیار چالاک لونڈی کی چالاکیون جائز و ناجائز تدابیر ترقی کا خیال اور آخر کو بیشہ ور عورت بن کے اپنی درست کر لینے اور اس غافل گھر کے مفلس اور تباہ ہونے اور لونڈی کے ایک مقدمہ مین پھنسکے جیلخانہ جانیکا حال حسن و عشق کی بولتی چالتی تصویرین اگر آپ میان بخشو اور بخشیا لونڈی کی گفتگو پڑھکے پھڑک نہ جائین تو ہمارا ذمہ علاوہ اسکے لکھنؤ کی محلات کی بول چال۔ روز مرہ حسن بیان۔ قیمت .... عہ ر

دفتر رسالہ ناول – امین آباد لکھنؤ مین فروخت کے لئے موجود ہین

عروس رہزن – فرانس کی ایک حسینہ جمیلہ متمول خاتون کی (جکی قسمت کو عشق نے ایک ڈاکو کی قسمت کے ساتھ وابستہ کر دیا تھا) پرحسرت اور پراسرار سرگذشت ہے عجیب عجیب حیرتناک اور پراسرار واقعات ہین مختصر یہ کہ تین ناکامان محبت کی علیحدہ علیحدہ پراسرار سرگذشت ہے قیمت ...... عہ

شہزادہ سلیم کی وفاداری – جسمین حسن و عشق کا ولولہ انگیز فسانہ عاشق مزاجون کے لیے لذیذ اور خوشگوار کھانا۔ عورت ذات کی راستبازی ثابت قدمی۔ اور اخلاقی جرات مردانہ وار رشد و نصائح کا خزانہ ملفوف ہے قیمت ...... ۸؍

بحری ڈاکو – ایک نہایت ہی دلچسپ انگریزی ناول کا ترجمہ ہے جس سے زمانہ کی نیرنگیون کا بہت کچھ تجربہ حاصل ہو سکتا ہے قیمت ... عہ

رضیہ سلطانہ – جسمین ہندوستان کی حسین ملکہ رضیہ سلطانہ اور ملک بختیار الدین کی معاملات کا تاریخی واقعہ نہایت دلفریب پیرایہ مین بیان کیا گیا ہے مصنفہ حضرت ریاض قیمت ۶؍

کیفر کردار – یہ ناول تیس برس کی کتب بینی و ناول خوانی کا ثمرہ ہے عیاری عجائبات معیار عشق و شہوت عبرت۔ ایک کتاب پانچ فائدے ہر مذاق کے انسان کے لیے دل لگی کے ساتھ وقت گذارنے کا مفید مصالحہ۔ قیمت عہ

شادی و غم – شہنشاہ اکبر کے زمانہ کا ایک دلکش واقعہ کا فوٹو جسمین اسلامی غیرت کیساتھ ہی راجپوتون کے استقلال۔ انکی بہادریون اور قومی حمیت کا پورا حال ہے انتہا درجہ کا دلچسپ ناول ہے عہ

لال بی بی – اس ظریفانہ اور پرمذاق ناول مین عاشقانہ جذبات کے علاوہ علمی اور اخلاقی حکیمانہ فلسفیانہ مباحثہ نہایت خوبی کیساتھ لکھے گئے ہین۔ یہ ناول عاشقانہ جذبات سے نوجوان طبیعتون کو بھڑکانے والا نہین بلکہ عیاشی کے نتیجے پیش کر کے تازیانہ کا کام دیتا ہے شاہد بازاری کے پوشیدہ راز کیمیا گرون کی دغابازی غرضیکہ نیرنگئے زمانہ کا آئینہ ہے۔ قیمت عہ

ناخواندہ مہمان – اس سے زیادہ پرمذاق اور بہتر ناول آجتک انگریزی سے ترجمہ نہین ہوا فریبی اور بدمعاش عورتون کے ہتھکنڈے مطلب نکالنے کیوقت خاوند کو بھائی بنانے کی ترغیب نوجوان دوشیزہ لڑکیون کا عشق اور پھر کل نظیر واقعات کا اخلاقی نتیجہ ایک عجیب پیرایے مین لکھا گیا ہے۔ قیمت .... عہ

وفادار بی بی – ایک یورپین لیڈی کی سچی وفاداری اور شوہر پرستی کا پورا پورا ثبوت – کوتاہ اندیش شوہر کی ناواجب بدظنی۔ مگر باوجود حد درجے کی مایوسیون کے بیوی کا پاکدامنی کو ہاتھ سے نہ دینا۔ قیمت ...... ۸؍

انارکلی – ایک دلچسپ تاریخی فسانہ نجم النساء بیگم مشہور بہ انارکلی اور شاہزادہ سلیم یعنی شاہنشاہ جہانگیر کے عشق اور محبت کا درد انگیز حال ایک عجیب پیرایہ مین درج ہے۔ قیمت ...... عہ

لیلا یا محاصرہ غرناطہ – جسمین مسلمانان اسپین کی آخری جنگ و جدل اور ہزیمت کے تاریخی واقعات دکھائے گئے ہین۔ قیمت عہ